مجلہ تحریک طالبان پاکستان
26
شوال المکرم ۱۴۴۵ ھ ق بمطابق مئی ۲۰۲۴

UMAR MEDIA

x

x



MUJALLAH 26

TALIBAN

SHAWWAL UL MUKARRAM 1445
MAY 2024

تحریک طالبان پاکستان کے مسئول برائے سیاسی امور
مولانا فقیر محمد باجوڑی حفظہ اللہ کے ساتھ خصوصی انٹریو

یہ وردی والے

مجاہدین اسلام کی صفات

https://umnews.net

فہرست مضامین



اداریہ

بہاولنگر واقعہ، پولیس ملازمین کے لیے لمحۂ فکریہ

حال ہی میں عیدالفطر کے موقع پر بہاولنگر میں پیش آنے والا واقعہ پولیس ملازمین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ ملک پاکستان پر قابض اصل طاقت اور قوت ناپاک فوج ہی ہے۔ یہی فوجی ادارہ ہے جو ملک کے سیاہ و سفید پر قابض ہے۔ اہلِ پولیس کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ملک پاکستان میں اصل ریاست یہی فوج ہے جو مختلف جرائم میں ملوث بھی ہے۔

جب بھی فوج اور اس کے جرنیلوں کے مفادات پر ضرب پڑے گی یہ کسی کو خاطر میں نہیں لائے گی۔ جس طرح سے ناپاک فوج کے سپاہیوں نے اپنے ساتھی کے جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے اور اسے عدالت و قانون سے بچانے کے لیے برسرِ عام پولیس تھانے اور اہلکاروں پر حملہ کر کے اہلِ پولیس کی تذلیل کی ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں مل سکتی۔ ناپاک فوج نے اہلِ پولیس پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ملک پاکستان میں اصل قانون اور عدالت اس ملک پر قابض وحشی فوج ہی ہے۔

اس واقعے کے بعد بھی اگر پولیس ملازمین کی آنکھیں نہیں کھلتیں تو انہیں چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیے۔ بعض پولیس ملازمین نے تھوڑی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس واقعے کے بعد مذمتی طور پر استعفے دیے ہیں اور اپنی وردیاں جلا کر باقیوں کو پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم یہ ذلت مزید برداشت نہیں کر سکتے۔

پاکستان کی پولیس کوئی مثالی ادارہ نہیں ہے، کرپشن، جرائم اور مظلوم عوام پر ظلم کرنے میں اس ملک کی فوج کے ساتھ ساتھ پولیس بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ مگر پولیس ملازمین کو چاہیے کہ اس واقعے سے عبرت حاصل کریں، اپنے جرائم سے توبہ کریں اور پولیس کی ذلت والی نوکری کو خیرآباد کہہ کر اپنے لیے کوئی اور باعزت روزگار تلاش کریں اور اگر ہو سکے تو اس سے آگے بڑھ کر اس ملک پر قابض فوج کے خلاف مسلح جدوجہد میں شامل ہو کر اپنے گناہوں کا کچھ کفارہ کریں۔ اگر اب بھی پولیس ملازمین ہوش کے ناخن نہ لیں تو پھر "بیچ کے بلے" کی طرح دونوں طرف سے پٹتے رہنا ہی ان کا مقدر ہے۔

مفصل تذکرہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

کاوش آصف رضا

نام، نسب و خاندان

طلحہ رضی اللہ عنہ نام، ابو محمدؐ کنیت، فیاض اور خیر لقب، والد کا نام عبید اللہ اور والدہ کا نام صعبہ تھا، پورا نسب یہ ہے، طلحہ بن عبدللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی، چونکہ مرہ بن کعب آنحضرت ﷺ کے اجداد میں سے ہیں اس لئے حضرت طلحہ کا نسب چھٹی ساتویں پشت میں حضرت سرور کائنات ﷺ سے مل جاتا ہے ۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے والد عبید اللہ نے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یا کم سے کم حضرت ان کے اسلام قبول کرنے سے قبل وفات پائی، البتہ ان کی والدہ حضرت صعبہ رضی اللہ عنہا نے نہایت طویل زندگی پائی، مسلمان ہوئیں، اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ کے محصور ہونے کے وقت تک زندہ تھیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ صغیر میں ایک روایت ہے کے جب صعبہ کو امیر المؤمنین کے محصور ہونے کی خبر ملی تو وہ گھر سے نکل کر آئیں اور اپنے صاحبزادہ حضرت طلحہ سے خواہش کی کہ وہ اپنے اثر سے مفسدین کو دور کردیں، اس وقت خود حضرت طلحہ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی، اس لئے اگر تاریخ صغیر کی روایت صحیح ہے تو حضرت صعبہ نے اسی برس سے زیادہ عمر پائی ۔

حضرت طلحہ ہجرت نبوی ﷺ سے چوبیس پچیس برس قبل پیدا ہوئے، ابتدائی حالات نامعلوم ہیں، لیکن اس قدر یقینی ہے کہ ان کو بچپن ہی سے تجارتی مشاغل میں مصروف ہونا پڑا، اور عنفوان شباب ہی میں دور دراز ممالک کے اسفار کیے۔

ازواج و اولاد:

حضرت طلحہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کی تھیں، بیویوں کے نام یہ ہیں:
حمنہ بنت جحش، ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق، سعدی بنت عوف، ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ، خولہ بنت القعقاع، ان میں سے ہر ایک کے بطن سے متعدد اولاد ہوئی تھی۔

لڑکوں کے نام یہ ہیں:

محمدؐ، عمران، عیسیٰ، اسماعیل، اسحاق، زکریا، یعقوب، موسیٰ، یوسف ان کے علاوہ چار صاحبزادیاں بھی تھیں ۔ ان کے نام یہ ہیں: ام اسحاق، عائشہ، صعبہ، مریم

اسلام:

ایک دفعہ جبکہ آپ کی عمر غالباً سترہ یا اٹھارہ برس تھی، تجارتی اغراض سے بصرہ تشریف لے گئے، وہاں ایک راہب نے حضرت سرور کائنات ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دی، لیکن یوم ولادت سے اس وقت تک جس قسم کی آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اور گرد و پیش جس قسم کے مذہبی چرچے تھے، اس کا اثر صرف ایک راہب کی پیشن گوئی سے زائل نہیں ہوسکتا تھا، بلکہ ابھی مزید تعلیم و تلقین کی ضرورت تھی، مکہ واپس آئے تو خلیفہ رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کے مخلصانہ وعظ و پند نے تمام شکوک رفع کردیئے، چنانچہ ایک روز حضرت

ابوبکر صدیق اکبر کی وساطت سے دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور خلعت ایمان سے مشرف ہوکر واپس آئے اس طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام میں نجم صداقت کی ضیاء سے ہدایت یاب ہوئے اور آخر کار خود بھی آسمان اسلام کے روشن ستارے بن کار چمکے ۔ اسلام لانے کے بعد حضرت طلحہ بھی عام مسلمانوں کی طرح کفار کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ رہے، عثمان بن عبیداللہ نے جو نہایت سخت مزاج اور حضرت طلحہ کے حقیقی بھائی تھے، ان کو اور حضرت ابوبکر صدیق کو ایک ہی رسی میں باندھ کر مارا کہ اس تشدد سے اپنے نئے مذہب کو ترک کردیں، لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا جو چڑھ کر اتر جاتا ۔

مواخات:

مکہ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام سے ان کا بھائی چارہ کرادیا تھا ۔

ہجرت:

حضرت طلحہ رضہ نے مکہ میں نہایت خاموش زندگی بسر کی اور اپنے تجارتی مشاغل میں مصروف رہے، چنانچہ جس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ مدینہ تشریف لے جارہے تھے، اس وقت وہ اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے، راہ میں ملاقات ہوئی، انہوں نے ان دونوں کی خدمت میں کچھ شامی کپڑے پیش کیے اور عرض کی کہ اہل مدینہ نہایت بے چینی اور اضطراب کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں، غرض کہ آنحضرت ﷺ نہایت عجلت کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے اور حضرت طلحہ نے مکہ پہنچ کر اپنی تجارتی مصروفیات سے فراغت حاصل کی اور ابو بکر صدیق کے اہل و عیال کو لیکر مدینہ پہنچے ۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے ان کو اپنا مہمان بنایا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت ابی بن کعب انصاری رضہ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا ۔



تحریک طالبان پاکستان کے مسئول برائے سیاسی امور مولانا فقیر محمد باجوڑی حفظہ اللہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو

محترم قارئین!

مجلہ طالبان کے گزشتہ چند شماروں میں قیادت کے مصروف ترین شیڈول کی وجہ سے کسی مسئول کا انٹرویو شامل نہیں کیا گیا۔ اس شمارے میں تحریک طالبان پاکستان کے سابقہ نائب امیر، مسئول برائے سیاسی امور اسیر اسلام مولانا فقیر محمد حفظہ اللہ کا انٹرویو شامل کیا گیا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: مولانا صاحب محترم! ہم آپ کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں وقت دیا۔ سب سے پہلے تحریک طالبان پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتحال سے آگاہ کریں۔

مولانا فقیر محمد: بندہ بھی آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے بندہ کو وقت دیا، اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں ترقی ڈالے۔

تحریک طالبان پاکستان سیاسی رو اپنے ادوار کے سب سے بہتر دور سے گزر رہی ہے، پاکستان کے اسلام پسند اور جہادی نظر رکھنے والے نوجوانوں میں تحریک طالبان پاکستان کی معتدل شرعی جہادی سیاست تیزی کے ساتھ مقبول ہو رہی ہے، اور پاکستانی نوجوان طبقہ ہماری جہادی صفوں میں ہماری توقعات سے بھی زیادہ شامل ہو رہا ہے

گزشتہ سال ہمارے احتسابی ادارے کی سالانہ رپورٹ کے مطابق چار ہزار نئے نوجوان ہماری جہادی صف میں شامل ہو چکے ہیں، جس کا تذکرہ امیر محترم حفظہ اللہ نے اپنے عیدالفطر کے پیغام میں بھی کیا، اب پاکستان کے اسلام پسند عوام اور نوجوان خوب سمجھ چکے ہیں کہ پاکستان میں تمام مشکلات کا سرچشمہ اور وطن عزیز کو تباہی کی طرف لے جانے والے پاکستان کی غلام اور اسلام دشمن فوج اور غدار سیاسی خاندان ہیں، جن کے قبضہ سے وطن عزیز کو آزاد کرانا اور یہاں ایک مبارک اسلامی معاشرے کو تشکیل دینا تحریک طالبان پاکستان کی مسلح جہادی سیاست سے ہی ممکن ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: تحریک طالبان پاکستان کے ڈھانچے میں موجود سیاسی کمیشن کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

مولانا فقیر محمد: تحریک طالبان پاکستان ایک ملک گیر جہادی تحریک ہے، جن میں ہزاروں مجاہدین شامل ہیں، تحریک طالبان پاکستان ملک کے ایک اہم اور معتدبہا جغرافیہ میں قوی اثر و رسوخ رکھتی ہے۔ مختلف طبقات، جماعات اور جہات کے ساتھ مختلف النوع مسائل پیش آتے ہیں، جن کا حل کرنا مسلمانان پاکستان کے مصالح کی خاطر ازحد ضروری ہوتا ہے، اس لئے تحریک طالبان

پاکستان نے دیگر اجتماعی موضوعات کے حل و فصل کی طرح سیاسی موضوعات کے حل و فصل کے لئے بھی ایک سیاسی کمیشن تشکیل دیا ہے، جو کہ الحمدللہ کامیابی کے ساتھ تحریک کے دیئے ہوئے لائحے کے مطابق مصروف عمل ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: کیا تحریک طالبان پاکستان کے درمیان موجودہ وحدت میں جہادی سیاست کا کردار ہے؟

مولانا فقیر محمد: جی بلکل، اس میں تحریک کے دیگر ادارہ جات کی قیادتوں کی طرح سیاسی کمیشن کی قیادتوں کا بھی ایک اہم کردار رہا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: ایک اہم سوال جو ہر دوسرے شخص کے ذہن میں ہے، کہ کیا سیاست اور اسلام و جہاد الگ الگ ہیں؟

مولانا فقیر محمد: قطعاً نہیں، بلکہ یہ تو ایک بدیہی اور واضح بات ہے اور ایک عام مسلمان کو بھی علم ہے کہ جہاد اور اسلامی سیاست اسلام کا اہم حصہ ہے، اس کو اسلام سے جدا سمجھنا اسلام کے ایک اہم حصے کا انکار کرنا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: جمہوری سیاست اور جہادی سیاست کے درمیان آپ کیا فرق بیان کریں گے؟

مولانا فقیر محمد: جمہوری سیاست اسلامی معاشرے کو تقسیم کرتی ہے، اسلامی معاشرے کو انتشار کی طرف لی جاتی ہے، جمہوری سیاست میں ہر لادین جماعت کو اسلامی معاشرے میں اپنی لادینیت کے حوالے سے کام کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اسلامی معاشرے کو مغربی تہذیب میں رنگنا اور اسلامی اقدار کو ختم یا کمزور کرنا اس جمہوری سیاست کا کرشمہ ہے، جبکہ جہادی سیاست کے نتیجہ میں اسلامی نظام قائم ہوتا ہے، لادینیت کے تمام تحرکات رک جاتے ہیں، اسلامی معاشرہ وحدت و اتفاق کی طرف جاتا ہے، مغربی تہذیب کی بجائے معاشرہ اسلامی تہذیب سے مزین ہو جاتا ہے اور اسلامی اقدار قوی تر ہوجاتے ہیں۔ سیاست اسلامیہ کے مطالعے سے آپ اس بارے بہت کچھ جان سکتے ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتحال پر آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

مولانا فقیر محمد: پاکستان سیاسی اعتبار سے ایک ناکام ریاست بن چکا ہے، خارجہ سیاست کے حوالے سے دنیا کے اکثر ممالک کے یہاں اعتماد کھوچکا ہے، پڑوسیوں میں سب کے ساتھ تعلقات خراب ہیں، داخلہ سیاست بھی انتہائی عدم استحکام کی شکار ہے، پاکستان اپنی کمزور سیاست کی وجہ سے خطرناک اقتصادی اور سلامتی بحرانوں کا شکار ہے حتیٰ کہ دفاعی لحاظ سے یہ کسی بھی دشمن ملک سے دفاع کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: پاکستانی فوج کی سیاست میں مداخلت پر آپ کی کیا رائے ہے؟

مولانا فقیر محمد: انگریز سامراج نے پاکستانی فوج (جو اُس زمانے میں ہندوشاہی فوج کہلاتی تھی) کو اپنے استعماری مقاصد کی تحصیل کے لئے بنایا تھا، جہاں بھی تاج برطانیہ کو ضرورت محسوس ہوتی تھی، اسی غلام فوج کو بھیج کر فرنگی مقاصد کے حصول کے لئے اس کا مردار خون گرایا جاتا، تاج برطانیہ کے خلاف مقدس جہاد کرنے والے قبائلی غازیان کے خلاف زیادہ تر اسی کرایہ دار اور غلام فوج کا خون گرایا جاتا، سلطنت عثمانیہ کے سقوط میں اسی فوج کا اساسی کردار رہا، انگریز کے جانے کے بعد اسی فوج کو اپنی استعماری مقاصد کے تحفظ کے لئے

چھوڑا، آج بھی اس کا اصل مقصد عالمی استعماری قوتوں کے مقاصد کا تحفظ ہے، اگرچہ اس کے دفاع میں اپنے ملک کے مسلمانون کو قتل کرنا، بیچنا، یا لاپتہ کرنا کیوں نہ کرنا پڑے ۔ سیاست میں مداخلت نہیں بلکہ پاکستانی سیاست ہمیشہ فوج کی ہاتھوں یرغمال رہی ہے، کسی بھی صورت اس کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہتی۔ اور اس فوج کو اپنے آقا کی طرف سے یہی ہدایات ہیں کہ یہاں کے عوام کسی طور پر حقیقی آزادی سے ہمکنار نہ ہوں۔

ٹیم مجلہ طالبان: پاکستان کی سیاسی شخصیات کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے؟

مولانا فقیر محمد: پاکستانی سیاسی شخصیات کو ہمارا یہی پیغام ہے کہ وہ پاکستان کے حصول کے مقصد اصلی رکھ کر اور سیاست اسلامی پر عملی پیرا ہوتے ہوئے پاکستانی فوج اور اسٹیبلشمنٹ کے خلاف ہمارے مقدس جہاد میں ہمارا ساتھ دیں، یا کم از کم ان کی ڈھال بن کر اپنا خون بہنے سے روکیں تاکہ ملک موجودک تباہ کن اور خطرناک صورت حال اور بحران سے نکل سکے۔

ٹیم مجلہ طالبان: تقریبا تمام پاکستانی جانتے ہیں کہ یہاں اسٹبلیشمنٹ کی مرضی سے ہی حکمران سلیکٹ ہوتے ہیں، الیکشن تو ایک ڈرامہ ہے، اس کے باوجود زندہ باد مردہ باد اور جلسے جلوس میں نام نہاد قائدین کے چاہنے والوں کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

مولانا فقیر محمد: ان کو بھی ہمارا یہی پیغام ہے کہ بار بار آزمائے ہوئے ان سیاسی رہنماؤں کو آپ لوگ دیکھ چکے ہیں، خدا کے لئے اپنے قیمتی اوقات اور صلاحیتوں کو ضائع کرنے سے بچائیں ۔ تحریک طالبان پاکستان کے رواں مقدس جہاد میں اپنا کردار کریں، تاکہ حقیقی طور پر ہم وطن عزیز کو آزادی دے سکیں، یا کم ازکم کوئی اور دینی و اصلاحی کاموں میں مصروف ہو جائیں۔

خلافت نہ ہونے کے نقصانات

مولوی ذاکراللہ مجاہد

یہ مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ آج خلافت کا تصور ناپید ہوگیا ہے۔ حالانکہ اہل علم اور دنیا بھر کے علمائے کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ خلافت کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیں۔خلافت کی فرضیت کا عقیدہ صرف ٹی ٹی پی کا نہیں ہے، افغان طالبان کا بھی نہیں ہے، دارالعلوم دیوبند کا بھی نہیں ہے بلکہ یہ تو پورے عالم اسلام کا عقیدہ ہے۔ جب ہم تاریخ اسلام پر نظر دوڑاتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا رعب اس وقت تک دنیا پر قائم تھا جب تک خلافت قائم تھی۔ خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جب پاسپورٹ اور سرحدوں کا مغربی نظام آیا تو اس نے مسلم امت کو لڑکھڑا دیا۔

ایک مسلم امت کے تقریبا ۵۷ ٹکڑے ہوگئے اور آپس میں الجھ گئے، نا صرف الجھے بلکہ دنیا بھر کی جنگوں کا میدان بن گئے۔ دوسری جانب ان کے اسلامی تصورات و نظریات کو ملکی قوانین، آئین، قوم، وطن وغیرہ جیسے خوشنما نعروں کے ساتھ ملحق کرکے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا گیا۔ نتیجتا آج ہر اسلامی ملک کا اپنا ہی اسلام ہے جو ملکی قوانین کو مد نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔

چیف جسٹس قاضی فائز عیسی نے چند ماہ قبل ایک بیان دیا کہ پہلے آئین ہے، پھر اسلام ہے۔ یہ صرف ایک بیان نہیں بلکہ پورے مغربی نظام کا نچوڑ ہے کہ جمہوری ممالک میں قانون ہمیشہ عوامی نمائندے (جن میں اکثریت سرمایہ دار، جاگیردار اور فوج کے کٹھ پتلی سیاست دانوں کی ہوتی ہے) ہی بناتے ہیں۔ اسی قانون سازی میں جو حیثیت وہ اسلام کو دیتے ہیں وہی اسلام اس ملک کا ہوتا ہے۔ جو بات ان کے مفادات کی راہ میں رکاوٹ ہوتی ہے وہ اسلام سے نکال دیتے ہیں۔ پھر جو شخص یا تنظیم اس پر بات کرے اسے دہشت گرد، شدت پسند یا معلوم نہیں کیا کیا کہا جاتا ہے۔

یاد رہے یہ سب کچھ خلافت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ یہ خلافت نہ ہونے کی سزا ہے کہ مسلمان روہنگیا میں بھی خوار ہو رہے ہیں، کشمیر میں بھی ظلم برداشت کر رہے ہیں، بھارت میں بھی مشکلات بھری زندگی گزار رہے ہیں اور فلسطین میں بھی تین نسلوں سے ظلم کا سامنا کررہے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کے پاس طاقت نہیں ہے؟ طاقت اس لیے نہیں کہ خلافت نہیں ہے تو مسلمان کھل کر فلسطین کی مدد نہیں کرسکتے۔ چونکہ یہ جو اسلامی ممالک کا جال بچھادیا گیا ہے اور ملکی و بین الاقوامی قوانین کی گھتیاں ڈال دی ہیں اس سے تمام اسلامی ممالک کے ہاتھ بندھ گئے ہیں۔ اور اسلامی خلافت کا تصور نہیں ہے اسلئے مسلمان ملک بھی بطور مسلمان انکی کوئی عسکری مدد نہیں کرسکتے بلکہ صرف انسانی ہمدردی کے تحت میڈیا پر مذمتی بیانات دے رہے ہیں یا چند ایک ممالک اور ان کی تنظیمیں ہیں جو مظلوم فلسطینیوں کو خوراک وغیرہ کی صورت میں مدد دے رہی ہیں۔

یہ خلافت نا ہونے کی ہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں کو یہ سبق پڑھایا جاتا ہے کہ ہم ایک وطن کے رہنے والے ہی ایک قوم ہیں۔پاکستانیوں کو صرف پاکستانی مسلمان تک، عربوں کو عرب تک، افریقیوں کو افریقہ تک محدود رکھا جاتا ہے۔ وہ تصور جو حج پر نظر آتا ہے وہ آج صرف حج تک ہی محدود ہوگیا ہے۔ خلافت کے خاتمے نے مسلمان

سے اسکی مسلمانی کی شناخت چھین کر اسے سعودی، عمانی، ترک، پاکستانی، بھارتی اور بنگالی بنادیا ہے۔
عام لوگوں کی اکثریت اب بھی یہی سمجھتی ہے کہ بیت المقدس فلسطینیوں کا ہے، مذہبی حلقوں میں بات کی بھی جائے تو یہ کہا جاتا ہے فلسطینیوں کی مالی مدد کی جائے، یہ کہیں نہیں کہا جاتا کہ ہم مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ بیت المقدس آزاد کروائیں اور خلافت قائم کریں۔ خلافت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے آپس میں تعلقات کمزور تر ہیں۔
مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب «قرآن کا قانون عروج و زوال» میں سورہ النساء کی آیت نمبر ۵۹ کے تناظر میں لکھتے ہیں کہ
«اس آیت کریمہ میں قرآن نے اس قانون شریعت کا اعلان کیا ہے کہ خلیفہ و امام کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کا وجود نظام جماعت کے مرکزی اقتدار کا مالک، کیونکہ کسی جماعت کی جماعتی زندگی بغیر کسی مرکزی قوت کے ناممکن ہے۔ تم پانچ آدمیوں کی بھی کوئی مجلس منعقد کرتے ہو تو سب سے پہلے پریزیڈنٹ کا انتخاب کرتے ہو کہ جب تک کسی کو صدر نہ مان لیں گے، پانچ آدمیوں کی مجلس بھی کوئی صحیح کام نہ کرسکے گی۔ فوج ترتیب دیتے ہوئے تو دس آدمیوں کو بھی بغیر ایک افسر کے نہیں چھوڑتے اور اس کی اطاعت ماتحتوں کے لیے فرض سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کہ بغیر اس کے فوج کا نظام باقی نہیں رہ سکتا۔ پانچ دس آدمی بھی اگر بغیر امیر کے کام نہیں کرسکتے تو قومیں کیوں کر بلا امیر اپنے فرائض انجام دے سکتی ہیں۔ اس سے بھی سادہ تر مثال یہ ہے کہ اپنے اپنے گھروں اور خاندانوں کو دیکھو، خود تمہارا گھر بھی ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ اگر بیوی تمہارا حکم نہ مانے تو کیوں بگڑتے ہو؟ اگر گھر کے لوگ تمہارے کہنے پر نہ چلیں تو کیوں لڑتے ہو؟ تم کہتے ہو؟ فلاں گھر میں امن و نظام نہیں روزانہ خانہ جنگی ہوتی رہتی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ نہ صرف اس لیے کہ کوئی جماعت امن و نظم پا نہیں کوسکتی جب تک اس کا کوئی امیر نہ ہو۔ گھر اور خاندان بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے، تم گھر کے بڑے ہو یعنی امیر، پس گھر کی عافیت اور انتظام و کامیابی اس پر موقوف ہے کہ سب تمہاری سنیں اور تمہارے کہنے پر چلیں تو پھر اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ اقوام عالم کا نظم و ضبط اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک ایک امیر و صدر و خلیفہ و حاکم مرکزی نہ ہو اور اس کی اطاعت نہ کی جائے۔

ذرا تصور کریں کہ اگر اب امام مہدی آتے ہیں تو کون ان کے ساتھ کھڑا ہوگا؟ امام مہدی کس اسلامی ملک کے قوانین پر عمل کریں گے؟ کیا کوئی ملک ہے جو امام مہدی کے لشکر میں شامل ہو؟ مصر، پاکستان یا اردن کی فوج کہاں ہوگی؟ آپ کو ماننا پڑے گا۔ یہی جہادی تنظیمیں ہی امام مہدی کے ہاتھ مضبوط کریں گی۔ یہی جہادی تنظیمیں جو اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کررہی ہیں یہی خلافت کی بنیادیں رکھ رہی ہیں۔
یہی جہادی تنظیمیں ہی فتح یاب ہونگی اور اسلام کا جھنڈا بلند کریں گی۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی نظام/خلافت کی اہمیت کو سمجھے، ہر عالم دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں میں اسلامی نظام کی اہمیت کا اور ضرورت کا شعور پیدا کرے تاکہ مسلمانوں میں حق کے ساتھ کھڑا ہونے کا شعور پیدا ہو۔
اقبال نے کہا:

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا



مجاہدین اسلام کی صفات

فقیر سیف اللہ

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"وأنتم الأعلون ان كنتم مؤمنين"

ترجمہ: اور تم ہی غالب رہوگے بشرطیکہ کہ تم مومن رہو ۔

پس منظر یہ ہے کہ غزوۂ احد میں چند غلطیوں کی وجہ سے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا، جس کی وجہ سے انہیں غم و حزن ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (مسلمانو) تم نہ تو کمزور پڑو، اور نہ غمگین رہو، اگر تم واقعی مومن رہو تو تم ہی سربلند ہوگے ۔ (سورہ آل عمران ۱۳۹- آسان ترجمہ قرآن)

اس سے مقصود یہ ہے کہ غلطیاں تو ہو گئیں، اب ان کی وجہ سے کمزور نہیں پڑو اور نا ہی دل شکستہ ہو کر بیٹھ جاؤ بلکہ ان غلطیوں سے سبق حاصل کرو اور کامل مؤمن بن جاؤ تو ہر میدان میں اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطاء فرمائیں گے، گویا کہ فتح و نصرت کے لیے مجاہدین کا گناہوں سے، غلطیوں سے اور امیر کی نافرمانی وغیرہ سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ ان میں سے ہی بعض چیزیں ظاہری شکست کا سبب بنی تھیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد مسلمان تقریباً تمام جنگوں میں غالب اور سربلند رہے ۔ آج بھی اگر مجاہدین چاہتے ہیں کہ ہم سربلند رہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں فتح سے نوازے تو ان کو چاہیئے کہ کامل مومن بنیں اور ان صفات کو لازم پکڑیں جو قرآن پاک نے مؤمنین (مجاہدین) کی بتائی ہیں کہ میں (اللہ تعالیٰ) نے اولاً مجاہدین کے جان و مال کو خود بائع بن کر خریدا، بدلے میں جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا کہ بدلے میں وہ ملیں گی اور آگے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وعدہ ہم نے تورات اور انجیل میں بھی کیا ہے، ان دونوں میں وعدے کے بعد ہم نے قرآن پاک میں اس کو دہرایا ہے، آگے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نشادہی کی ہے کہ جن لوگوں کی ہم نے جان و مال کو خریدا ہے ان کی چند صفات ہیں ۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«اَلتَّآئِبُونَ العبدُونَ الحمِدُونَ السَّآئِحُونَ الرّٰكِعُونَ السّجِدُونَ الاٰمِرُونَ بالمَعرُوفِ وَ النَّاهونَ عَنِ المُنكَرِ وَ الحفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّه وَ بَشِّرِ المُؤمِنِينَ [۱۱۲](سوره التوبه)

ترجمہ: (جنھوں نے یہ کامیاب سودا کیا وہ کون ہیں؟) توبہ کرنے والے، اس کی بندگی کرنے والے، اس کی حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع میں جھکنے والے، سجدے کرنے والے، نیکی کی تلقین کرنے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی قائم کی ہوئی حدوں کی حفاظت کرنے والے (پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے مومنو کو خوشخبری دے دو ۔ (آسان ترجمہ قرآن)

گویا اگر مجاہدین چاہتے ہیں کہ وہ کامیاب رہیں تو ان کو یہ صفات اپنانی ہوں گی، مستقل توبہ کی عادت ڈالنی

ہو گی، کیونکہ توبہ صرف ایک مرتبہ نہیں اور نا ہی صرف کسی گناہ پر ہے، بلکہ توبہ خود مستقل عبادت اور نیکی کی توفیق پیدا کرنے والی چیز ہے ۔ گزشتہ گناہوں پر کثرت سے استغفار کرنا بھی اسی صفت میں داخل ہے ۔ اگر فتح چاہتے ہیں تو مجاہدین کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے بن جائیں، خود انفرادی طور پر اور مجلس میں بھی تاکہ یہ صفت بھی حاصل ہو سکے ۔ نفل روزے رکھنا بھی مؤمنین (مجاہدین) کی صفت ہے ۔ چنانچہ دن کو روزہ رکھیں اور رات میں تعارض کریں تو اس تعارض کے الگ ہی فوائد و ثمرات ملیں گے ۔ رکوع کرنے والے اور کثرت سے سجدے کرنے والے بن جائیں اور جہاں برائی دیکھیں اس کو اپنی استطاعت کے مطابق روکیں اور نیکی کا حکم کریں ۔ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود کی حفاظت کریں ۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاہدین کے لیے اعلان ہے، کس چیز کا؟ خوشخبری کا، کس چیز کی خوشخبری؟ فتح کی خوشخبری، سربلندی اور دشمن پر غالب ہونے کی خوشخبری ۔

یاد رکھیں!

جب بھی مجاہدین اعمال صالحہ (جن کے تذکرہ اوپر آیا) کا اہتمام کرتے رہے تو کامیاب رہے اور دشمن پر ان کا رعب و دبدبہ رہا، جب گناہ ان میں سرایت کر گئی تو ناکامی و شکست ان کا مقدر بنی اور یہ بھی اہم بات ہے کہ جنگی حکمت عملی، چالوں اور افراد کی کثرت و وسائل کی بہتات کی وجہ سے ممکن ہے فتح مل جائے لیکن اس جہاد کے جو فوائد س ثمرات ہوں گے وہ نہیں ملیں گے ۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، بلکہ ماضی قریب میں ہی اس کی مثالیں موجود ہیں ۔ لہذا، ان سے عبرت حاصل کریں اور قرآن پاک کے بتائے گئے اعمال کا اہتمام کریں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی متوجہ ہو گی اور فتح و غلبہ بھی حاصل ہو گا ۔ ان شاءاللہ ۔

یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ

اور

انکی دائمی ذلت و مسکنت اور ابدی محکومیت و مغلوبیت کا راز

مفتی غفران صاحب

قسط پنجم

یہود مدینہ کی عہد شکنی اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں:

شارح بخاری علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس معاہدہ میں یہود کے تینوں قبائل، بنوقینقاع، بنو نظیر، بنو قریظہ شامل تھے، ان تینوں قبائل نے یکے بعد دیگرے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بنو قینقاع پر احسان فرمایا، بنو نظیر کو جلاوطن کیا اور بنو قریظہ کی بیخ کنی کردی ۔

وَذكر ابن إِسْحَاق أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَادعَ الْيَهُودَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَامْتَنَعُوا مِن اتِّبَاعِهِ فَكَتَبَ بَيْنَهُمْ كِتَابًا وَكَانُوا ثَلَاثَ قَبَائِلَ قَيْنُقَاعَ وَالنَّضِيرَ وَقُرَيْظَةَ فَنَقَضَ الثَّلَاثَةُ الْعَهْدَ طَائِفَةٌ بَعْدَ طَائِفَةٍ فَمَنَّ عَلَى بَنِي قَيْنُقَاعَ وَأَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ وَاسْتَأْصَلَ بَنِي قُرَيْظَةَ ۔ (فتح الباري لابن حجر: ۷/ ۲۷۵)

بنو قینقاع کی عملاً عہد شکنی:

مذکورہ بالا عہد میں سب سے پہلے خیانت کرنے والا قبیلہ بنوقینقاع ہے ۔

(سیرت ابن ہشام)

علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ کے بقول، یہ قبیلہ یہود مدینہ میں سب سے زیادہ بہادر شمار کیا جاتا تھا ۔ یہ سب صراف اور جوہری تھے یعنی سونا ڈھالنے کا کام کرتے تھے، اور یہ قبیلہ حضرت عبادۃ بن صامت اور عبد اللہ بن ابیَ ابن سلول کے حلیف اور معاہدہ بردار تھے ۔ (سیرت حلبیہ: ص۱۰۹ج۲)

غزوہ بدر میں حق تعالی نے جب مسلمانوں کو شاندار فتح عطاء فرمائی تو ان لوگوں کی سرکشی کھل کر سامنے آگئی اور آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں سے ان کا حسد ظاہر ہوگیا، اپنی اس جلن اور بغض کی وجہ سے انہوں نے اپنے معاہدہ کو عملاً ختم کردیا۔

یہود کی ایک مسلمان خاتون سے چھیڑخانی:

عرب کی ایک عورت (جو ایک انصاری صحابی کی بیوی تھی) اپنا کچھ سامان بیچنے کے لئے لائی اور بنو قینقاع کے بازار میں اسے بیچ کر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی کچھ یہودی اوباشوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو اس عورت نے انکار کردیا۔ اس سنار نے اس کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا اور ان سبھی نے اس کی خوب ہنسی اڑائی، وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کیا اور اس کو قتل کرڈالا اور وہ یہودی تھا، یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کرڈالا ۔ اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لئے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی اور آخرکار مسلمانوں کو غصہ آگیا اور ان میں اور بنو قینقاع میں فساد ہوگیا۔

(ابن ہشام)

آنحضرت ﷺ کا معاہدے سے اعلان برأت:

یہود کی اس گھٹیا حرکت کے بعد اللہ تعالی نے سورۃ الانفال کی یہ آیت (۵۸) نازل فرمائی:

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ

ترجمہ: اور اگر تجھ کو ڈر ہو کسی قسم سے دغا کا، تو پھینک دے ان کا عہد ان کی طرف، ایسے کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر، بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے دغا باز۔

یہودیوں کی اس حرکت کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اس قسم کی حرکتوں کے لئے ہمارا ان کا سمجھوتہ نہیں ہوا تھا۔ اب عبادہ بن صامت اس معاہدہ سے بری ہوگئے۔"

ادھر خود حضرت عبادہؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا:

یارسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کا ساتھی ہوں اور ان کافروں کے معاہدہ سے بری ہوتا ہوں ۔ مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کے اس معاہدے کا دوسرا (معاہدہ بردار) رکن عبداللہ بن ابیّ بن سلول (رئیس المنافقین) تھا، یہ شخص اس واقعہ کے بعد بھی اس معاہدہ سے چمٹارہا، اِس نے عبادۃ بن صامتؓ کی طرح اس وقت اس معاہدے سے بری ہونے کا اعلان نہیں کیا۔

چنانچہ اسی کے سلسلے میں (سورۃ مائدہ کی ۵۰) یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں ہے، اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔

(سیرت حلبیہ، ج۴، ص۱۱۰)

بنو قینقاع کی آنحضرت ﷺ کو کھلا پیغام:

یہود کی اس حرکت کے بعد آپ ﷺ نے بنوقینقاع کو ان کے بازار میں جمع کرکے ارشاد فرمایا:

يا معشر يهود احذروا من اللّه مثل ما نزل بقريش من النقمة وأسلموا فإنكم قد عرفتم أني نبي مرسل تجدون ذلك في كتابكم وعهد اللّه إليكم»، قالوا: يا محمد إنك ترى أنا قومك ولا يغرنك أنك لقيت قوما لا علم لهم بالحرب فأصبت لهم فرصة أما واللّه لو حاربتنا لتعلمن أنا نحن الناس،(عيون الأثر ط القدسي) (١/ ٣٨٨)

اے گروہ یہود! قریش کی سی تباہی سے بچنے کی کوشش کرو اور اسلام اختیار کرو، کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں اور اس حقیقت کو تم اپنی کتاب میں درج پاتے ہو اور اس عہد کو بھی جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ تو انہوں نے کہا:

اے محمد! تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمہاری قوم کی طرح ہیں، تم اس دھوکے میں نہ رہنا، تمہارا پالا سابقہ ایسی قوموں سے پڑا ہے جنہیں جنگ کے (طورطریقوں سے) متعلق کوئی معلومات نہ تھیں، اس لئے تم نے ان پر موقع پالیا۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ اللہ کی قسم اگر آپ نے ہم سے جنگ کی تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کیسے کیسے بہادروں سے پالا پڑا ہے۔

بنو قینقاع کا محاصرہ:

اس پیغام کے بعد بنو قینقاع کے یہودی وہاں سے جاکر اپنے محلے میں اپنی حویلیوں کے اندر قلعہ بند ہوگئے، آنحضرت ﷺ مجاہدین کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے ۔ آپ کا پرچم جس کا رنگ سفید تھا آپ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔ یہودی علاقے کی طرف کوچ کرتے وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت ابولبابہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور پندرہ دن تک بنوقینقاع کے یہودیوں کا بے انتہاء شدید محاصرہ کیا۔ اس شدید محاصرہ کے نتیجے میں اللہ تعالی نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف

اور رعب پیدا فرمادیا۔ بنو قینقاع کے ان یہودیوں میں چار سو جنگجو قلعہ کی حفاظت پر تھے اور تین سو زرہ پوش جانباز تھے۔

آخر محاصرہ سے تنگ آکر یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اگر آپ ہمارا راستہ چھوڑدیں تو ہم جلا وطن ہوکر مدینہ سے ہمیشہ کے لئے چلے جانے کو تیار ہیں ، اس کے ساتھ ہی انہوں نے آنحضرت ﷺ کو پیشکش کی کہ صرف ہماری عورتوں اور بچوں کو ہمارے لئے چھوڑ دیجئے جنہیں ہم اپنے ساتھ لے جائیں اور ہمارا مال ودولت آپ لے لیجئے ۔ (سیرت حلبیہ)

یہود کے لئے ابن ابیّ کی سفارش:

جب بنو قینقاع اپنی حویلیوں سے نکلے تو ایک قول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی مشکیں باندھ دو، چنانچہ ان کی مشکیں کس دی گئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو قتل کرنے کا ارادہ فرمایا، مگر اسی وقت سردار منافقین عبداللہ بن ابیّ ابن سلول جو یہودیوں کا حلیف اور حمایتی تھا، آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور ان لوگوں کی سفارش کرنے لگا اور کہا: اے محمد!(ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے، اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے ۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات ماننے میں تاخیر فرمائی، تو اس نے کہا اے محمد(ﷺ) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے، راوی نے کہا آپ ﷺ نے اس کی جانب سے روئے (مبارک) پھیر لیا، اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ارسلنی" مجھے چھوڑدو، اور رسول اللہ ﷺ کو ایسا غصہ آیا کہ آپ کے چہرہ (مبارک) کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا، اور پھر آپ نے فرمایا: **"ویحک ارسلنی"** تیرے لئے خرابی ہو مجھے چھوڑ، تو اس نے کہا نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں ۔ چار سو بے زرہ اور تین سو زرہ پوش لوگوں نے سرخ وسیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے، کیا آپ انہیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے؟ بخدا میں آفات سے ڈرتا ہوں ۔(ابن ہشام و سیرت حلبیہ)

آپ ﷺ نے فرمایا: **«خلوهم لعنهم اللّه». ولعنه معهم، وتركهم من القتل، وأمر بهم أن يجلوا عن المدينة، فخرجوا بعد ثلاث، وولى إخراجهم منها عبادة بن الصامت، وقيل: محمد بن مسلمة، فلحقوا «بأذرعات فما كان أقل بقائهم بها. (المغازي ج١ ص١٧٩) بحوالة السيرة النبوية والدعوة في العهد المدني)**

ان کو چھوڑ دو، اللہ تعالی ان کو اور ان کا ساتھ دینے والوں کو غارت کردے، اوران کے قتل کو ترک کرکے مدینہ سے ان کو جلاوطنی کا امر صادر فرمایا، چنانچہ تین دن بعد انکو نکالا گیا، اور ان کے اخراج کا معاملہ عبادہ بن صامت یا محمد بن مسلمۃ کو سونپ دیا، پس یہ لوگ شام کی طرف نکل گئے ، اوروہاں بہت کم عرصہ رہے ۔

نبی ﷺ کی دعا کا نتیجہ:

یہودیوں نے عبادہ بن صامت سے دوخواست کی تھی کہ ان کو تین دن کی جو مہلت دی گئی ہے اس میں کچھ اضافہ کردیا جائے ، مگر عبادہؓ نے کہا کہ ایک ساعت کی مہلت بھی نہیں بڑھائی جاسکتی۔ پھر عبادہ بن صامت نے اپنی نگرانی میں انکو جلاوطن کیا، یہ لوگ یہاں سے نکل کر ملک شام کی ایک بستی[اذرعات]کے میدانوں میں جابسے ، مگر ایک سال کی مدت بھی نہیں گزری تھی کہ وہ سب کے سب وہیں ہلاک ہوگئے آنحضرت ﷺ کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ نے عبداللہ ابن ابیّ ابن سلول کے سامنے کی تھی ۔ (سیرت حلبیہ)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

امارت اسلامیہ افغانستان کے سر کردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاری کا اردو ترجمہ

"رہنمائے قافلۂ حق"

مترجم: شیخ ابو محمد حماد



قسط (11)

شہید ملا محمد اخند صاحب رحمہ اللہ کی سوانح حیات

تحریر: شاہد صاحب غزنیوال

بہادر شہید ملا محمد صاحب رحمہ اللہ کا شمار امارت اسلامی کے اُن چند اہم مؤسسین میں ہوتا ہے جن کی جہادی تربیت کے نتیجے میں ایسی عسکری وجہادی شخصیات کی تربیت ہوئی کہ آج ان کے جہادی تکنیک اور کارناموں کے مقابلے میں تمام عالمِ کفر کے تربیت کردہ فوجی جنرلز اور آفیسرز باوجود ساز وسامان کے سرنگوں ہیں۔ انہی بہادر سپوتوں کے ہر جہادی کارنامے اور ان کی عسکری محاذوں میں ہر کامیاب کارروائی کے وقت شہید ملا محمد صاحب رحمہ اللہ کا نام زندہ ہوکر اُن کے جہادی مدرسے کے شاگرد اُن کا نام فخر سے لیتے ہیں کہ ہم انہی کے تربیت کردہ ہیں۔

شہید ملا محمد رحمہ اللہ کا شمار طالبان کی اسلامی تحریک کے اُن باہمت مؤسسین میں ہوتا ہے کہ جنھوں نے سویت یونین کے حملہ کے وقت ملک ووطن کے جنوب مغربی علاقوں میں زونی سطح پر جہادی شہرت حاصل کی تھی، اور بعد میں اسی شہرت کی بدولت طالبان کی اسلامی تحریک میں مفسدین کے خلاف قیام میں بھرپور کردار ادا کیا، روسی اتحادی افواج اور ان کی مقامی مزدور فوج اور مفسدین کے خلاف جنگ میں نہ تھکنے والی ممتاز شخصیت اس کی مستحق ہے کہ ان کے جہادی کارنامے افغان تاریخ کے اوراق میں زرین نقوش کے ساتھ لکھے جائیں، تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اس سے سبق حاصل کرکے حملہ آوروں کے مقابلے میں استفادہ کر سکیں۔

تعارف:

شہید ملا محمد رحمہ اللہ نے ۱۳۸۲ ھ ق سال میں کندہار ولایت کی ولسوالی "ارغنداب"

کے گاؤں "منار کلی" میں مولوی عبد الواحد صاحب کے علمی گھرانے میں اس دارِ فانی آنکھیں کھولیں۔

موصوف نے اپنے علمی سفر کا آغاز اپنے چچا مرحوم مولوی نور محمد صاحب سے کیا، چنانچہ ان کی شفقت اور محنت کی بدولت وہ بہت ہی کم عرصہ میں ثانوی تعلیم کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔

جہادی سرگرمیاں:

شہید ملا محمد رحمہ اللہ ابھی اپنی تعلیم کی تحصیل میں مصروف تھے کہ سویت یونین کی افواج ہمارے وطنِ عزیز کے حریم پر حملہ آور ہوئیں، اگرچہ اُس وقت ملا محمد صاحب نو عمر تھے مگر اُن کے غیرت مند دل سے یہ برداشت نہ ہوا کہ اپنی تعلیم کو ایسی حالت میں جاری رکھیں کہ وطن عزیز پر غیروں کا قبضہ ہو، چنانچہ انہوں نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر روسی جارحیت کے مقابلے میں اپنے علاقے کے مشہور جہادی کمانڈر شہید لالا ملنگ کے جہادی جبھے (گروپ) کے ساتھ مل گئے۔
شہید ملا محمد صاحب اخند نے بہت کم مدت میں مجاہدین کے درمیان ایک ماہر جہادی سربراہ کی حیثیت حاصل کی، چنانچہ مجاہدین کسی بھی جہادی کارروائی سے پہلے ملا محمد اخند صاحب سے مشورہ لیتے، اور ان کی ہدایات کو بہت اہمیت دیتے۔
انہوں نے روسی جارحیت کے خلاف اپنی جہادی فعالیت کا آغاز کندہار ولایت کے محلہ جات، خوشاب، پاشمول، چارباغ کے علاقوں سے سے کیا، اور انہی علاقوں میں دشمن کی فوجی کارروائیوں کے مقابلے میں سب سے پہلے بند باندھنے کی غرض سے محاذ کھول دیا، دشمن کے مقابلے میں خطِ اول کی تنظیم و تنسیق انہی کی طرف سے ہوتی، چنانچہ ان کی عسکری تکنیک نے دشمن کی افواج کو محاصرہ کرنے اور ان کی فوجی نقل وحرکت کو مسدود کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔
انہوں نے اپنی اسی تکنیک کی بدولت پہلی بار کندہار ولایت کی مشہور ولسوالی بابا صاحب فتح کی، اور وہاں دشمن کے تمام جنگی وسائل کو بطورِ غنیمت حاصل کیا۔

شہید ملا محمد رحمہ اللہ کے ایک قریبی دوست حاجی رحمت اللہ صاحب ان کی عسکری سمجھ داری اور بہادری کے بارے میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:
ایک دفعہ ہم نے کندہار شہر کے قریب روسی افواج کی گشتی پارٹی پر گھات لگائی، یہ گشت تین روسی بکتر بند گاڑیوں کے توسط جاری تھی، چنانچہ ملا محمد اخند کی سربراہی میں مجاہدین نے ان پر اچانک حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں، جبکہ ایک گاڑی بھاگنے میں کامیاب ہوئی، موصوف رحمہ اللہ نے اس بھاگنے والی بکتر بند گاڑی کے فرار ہونے والے فوجیوں کو تعقیب کیا، دیکھا کہ سڑک کے کنارے اس بکتر بند سے تین فوجی اتر کر دوسرے کنارے بیٹھ گئے، تینوں فوجی روسی اسلحہ (کالاکوف) سے آراستہ تھے، چنانچہ شہید ملا محمد رحمہ اللہ نے اچانک ان پر تکبیر کے نعروں کے ساتھ ہی حملہ کیا، تینوں کو وہاں قتل کیا اور ان سے اسلحہ کو چھینا۔
جنوب مغربی زون میں روسی جارحیت کے خلاف مقاومت کا مشہور جبہہ شہید لالا ملنگ کا جبہہ تھا، چنانچہ رونی سطح پر انتہائی مشہور شخصیات (جیسے شہید ملا بورجان، ملا محمد حسن رحمانی، حاجی لالا اور کمانڈر عبد الرازق) اسی جبہہ کے بہادر مجاہدین تھے، انہی نامور شخصیت میں ایک شہید ملا محمد صاحب بھی تھے، جو اُن کے مابین اچھے اخلاق، عمدہ عسکری مہارت، تقوی اور بہادری میں بہت

زیادہ مشہور تھے۔

طالبان کی اسلامی تحریک کی تأسیس میں شہید ملا محمد صاحب کا کردار:

افغانستان میں کمیونسٹی رژیم کے سقوط کے بعد پورے ملک میں ناجائز تنظیمی جگڑے شروع ہوئے، انھی خونریز جنگوں نے مجاہد افغان ملت کے اُن تمام ارمانوں پر پانی پھیر دیا کہ جن کے حصول کے لیے ۱۵ لاکھ مسلمانوں نے اپنے سروں کی قربانی دی تھی۔

یہ ناپسندیدہ حالات کسی بھی مسلمان (محبِ وطن افغان) کے لیے ناقابلِ برداشت تھے، چنانچہ ان حالات کی تبدیلی کے لیے طالبان کی اسلامی تحریک کے مؤسس ملا محمد عمر مجاہد کی طرف سے اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔

اسی تحریک کے مؤسسین میں ایک شہید ملا محمد رحمہ اللہ بھی تھے، چنانچہ انہوں نے اپنی بے شمار قربانیوں اور کامیاب عسکری تکنیک کی بدولت ملک کے جنوب مغربی ولایتوں میں اسلامی تحریک کے نفوذ اور قدم جمانے کے لیے راہ بنائی۔

شہید ملا محمد صاحب کے ایک قریبی ساتھی حاجی لالا صاحب تحریک کی تأسیس میں موصوف رحمہ اللہ کے کردار کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں:

کابل میں ڈاکٹر نجیب کی کٹھ پتلی رژیم کے سقوط کے بعد ہم سو افراد گروپ کی شکل میں کابل میں داخل ہوئے، جہاں ہم نے افغان جہاد کی مشہور شخصیت مولوی محمد یونس خالص صاحب سے ملاقات کی۔

مولوی محمد یونس خالص صاحب رحمہ اللہ روسی جارحیت کے وقت افغانستان کے "اسلامی حزب" کے نام سے ایک جہادی تنظیم کے سربراہ تھے، اور ہمارا جبهہ بھی ان کی تنظیم کے ساتھ مربوط تھا، اُن کی حیثیت ہمارے لیے ایک قابلِ قدر عالم اور جہادی راہنما کی تھی۔

ہم نے ان سے کمیونسٹی انتظامیہ کے سقوط کے بعد اپنے اگلے پروگرام کے بارے میں مشورہ طلب کیا، تو انہوں نے فرمایا:

صرف کمیونسٹی رژیم کے سقوط سے جہاد کے اہداف پورے نہیں ہوئے، اور نہ ہی مجاہدین کے ارمان پورے ہوئے، اس لیے تم اپنے اسلحے اور جنگی ساز وسامان محفوظ رکھنا، کسی بھی تنظیم کی حمایت میں اس ناجائز جگڑے میں شریک مت ہونا۔ جنوب مغربی زون میں میری تنظیم سے مربوط تمام مجاہدین کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ، اور ان سے کہو کہ جس مقصد کے لیے ہم نے جہاد شروع کیا تھا وہ تاحال حاصل نہیں ہو سکا ہے۔

تم کوشش کرنا کہ اپنی جہادی تشکیلات اور عسکری جبہات کو محفوظ رکھو اور تنظیمی جگڑوں سے دور رہو۔

حاجی لالا صاحب کہتے ہیں کہ جب ہم کابل سے کندہار پہنچے اور خالص بابا رحمہ اللہ کی وصیتیں اور ہدایات شہید ملا محمد صاحب کو سنائیں تو موصوف نے فوری طور پر اپنے مجاہدین کو جمع کیا، اور انہیں اپنے جہادی رہنما محترم خالص بابا کی وصیتیں اور ہدایات پہنچائیں، اور اس کے بعد جبہے کے تمام عسکری سامان کو اکٹھا کیا، ان کے تحفظ اور مراقبت کے لیے مخصوص افراد کو متعین کیا، اور ساتھ میں مجاہدین کی دینی اور علمی تحصیلات کی تدریس کے لیے دینی علوم کے ماہر استاد کی تقرری بھی کی، اور تمام مجاہدین کو اس کا پابند کیا کہ وہ شرعی تحصیلات کے تعلم میں مصروف ہوں، چنانچہ بہت ہی کم مدت میں ہمارا جہادی جبہہ دینی علوم کے تعلیمی مدرسے میں تبدیل ہوا۔

انہی مجاہدین کو شہید ملا محمد صاحب کی ہدایات کے مطابق شرعی اور عسکری تعلیم دی جاتی، اور ان کی

فکری تربیت کا خاص اہتمام کیا جاتا۔
یہی وہ وقت تھا کہ پورا ملک خانہ جنگی کی آگ میں جل رہا تھا، فساد، چوری، ڈاکے، اور بد امنی عروج پر تھی۔
روسی قبضے کے خلاف لڑنے والے مجاہدین میں سے بہت سے مخلص مجاہدین ان دلسوز حالات کی وجہ سے درد وتکلیف میں مبتلا تھے، ہر کوئی ان ناگفتہ بہ حالات سے نجات کی امید لگائے بیٹھا تھا، چنانچہ قومی وملی نجات کے لیے ملا محمد عمر مجاہد کی طرف طالبان کی اسلامی تحریک کی تاسیس ہوئی اور وطن کے کونے کونے سے تمام مخلص مجاہدین نجات کے اس قافلے سے ملتے گئے۔
شہید ملا محمد اخند صاحب (جو کہ تحریک کے مشرتابہ کے قریبی مخلص جہادی ساتھیوں میں سے تھےاور بہت پہلے سے اس فساد کو ختم کرنے والی اسلامی تحریک کی تاسیس کے انتظار میں تھے) سب سے پہلے کمانڈر تھے کہ جو تحریک کے ساتھ مل گئے، اور اپنے تمام عسکری ساز وسامان اور مجاہدین کو تحریک کی خدمت کے لیے پیش کیا۔

شہید ملا محمد اخند کے تربیت کردہ مجاہدین پہلے وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی اچھی سیرت اور مجرب جہادی تکنیکس کے بسبب بہت ہی کم مدت میں ملک کے جنوب مغربی زون کے تمام علاقے مفسدین اور خانہ جنگی میں ملوث افراد کے شر سے چھڑا لئے، اور وہاں امن وامان کی فضا میں شرعی نظام کو نافذ کیا۔
یہی وجہ تھی کہ طالبان تحریک کے مشرتابہ نے ملا محمد اخند صاحب کو اُن کی عسکری مہارت اور جہادی کردار کی وجہ سے تحریک کے عمومی عسکری کمانڈر کے طور پر تعینات کیا، تمام عسکری امور کی مسئولیت انہیں سپرد کی۔

تحریک کی تاسیس کے بعد شہید ملا محمد صاحب کے عسکری کارنامے:

جب ۲۱/۸/۱۳۷۳ ھ ش کو کندہار شہر طالبان کے زیرِ کنٹرول آیا تو شہید ملا محمد اخند صاحب نے طالبان کے عمومی عسکری مسئول کی حیثیت سے کندہار کے قرب وجوار والی ولایتوں کے تصفیے کے لیے ایک فوجی منصوبہ تیار کیا، جس کی بدولت انہوں نے بہت ہی کم مدت میں ہلمند، فراہ اور نیمروز ولایتوں کو یکے بعد دیگرے تنظیمی جگڑوں میں ملوث افراد کے وجود سے پاک کیا۔
انہوں نے انہی تصفیوی عملیات کے نتیجے میں فراہ ولایت کی لارام ولسوالی کے سنجیلان علاقے میں ایک سخت جگڑے کے دوران مخالفین کے سینکڑوں جنگجوؤں کو گرفتار کیا، اور اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ قیدیوں کے ساتھ اسلامی رویے کے مطابق برتاؤ کریں، اور بار بار یہی توصیہ کرتے رہے، چنانچہ ان قیدیوں کو مختصر مدت قید رکھنے کے بعد آزاد کیا۔
اسی سرچ اپریشن (تصفیوی عملیات) کے آخری وخت میں مخالفین کی طرف سے نصب شدہ مائن کے پھٹنے سے وہ سخت زخمی ہوئے، جس کی وجہ انہیں وہ اپریشن (جو ہرات ولایت کے تصفیے کی غرض سے جاری تھا) درمیان میں روکنا پڑا، اور طالبان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔
شہید ملا محمد صاحب کے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ ایک بار پھر میدانِ جنگ کے خطِ اول میں جا پہنچے، اور مخالفین کے خلاف جاری جگڑے کی سربراہی اپنے سر لی، اور اپنے ممتاز عسکری مہارت کی بدولت جنگ کو ہرات تک لیجانے میں کامیاب ہوئے۔

شہید ملا محمد صاحب کی جہادی زندگی کے بعض امتیازات:

دینی ماحول اور مضبوط عقیدہ ایسی چیزیں ہیں

کہ جن کی بدولت مسلمان جہاد اور قربانی کے لیے تیار ہوتے ہیں اور معاشرہ میں ایسے لوگ تیار ہوتے ہیں جو اپنی قربانی اور راہِ خدا میں مصائب کو برداشت کرکے مستضعفین ومظلومین کو مستکبرین کے استکبار سے بچاتے ہیں۔

یہی ابطالِ جہاد اپنی زندگی میں بہت سی خصوصیات اور امتیازات کے حامل ہوتے ہیں، جن کے سہارے وہ جہاد وقتال کی راہ میں اپنی قائدانہ صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں، چنانچہ شہید ملا محمد صاحب انہی امتیازات وخصوصیات سے آراستہ تھے۔اس لئے مختصر طور پر موصوف کی جہادی زندگی کی بعض خصوصیات وامتیازات کی طرف اشارہ کرنا چاہیں گے:

۱) ملا محمد اخند رحمہ اللہ انتہائی درجے کے متقی تھے، خوفِ الٰہی ان کا وہ خصوصی امتیاز تھا جسے ہر کوئی اُس وقت اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ جب وہ رات کی تاریکی میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں انتہائی راز ونیاز سے کھڑے یا سربسجود ہوتے، یا قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہوتے۔

۲) ان کا امتیاز تھا کہ دشمن کا سامنا کرتے وقت انتہائی بہادری سنجیدگی دکھاتے اور اپنے مجاہدین بھائیوں کے لیے انتہائی شفقت اور ہمدردی ان کے وہ اوصاف تھے کہ جن کی وجہ سے جہادی مسئولین کے مابین وہ ایک ممتاز شخصیت کے حامل تھے۔

۳) علماء اور مشران ساتھی ان کا بہت احترام کرتے تھے، اور ہر کام میں ان سے مشورہ لیتے۔

۴) حلم، حیاء اور ایثار وقربانی انہیں بہت پسند تھے، اور خود بھی اپنے گھر، گروپ اور مدرسہ میں اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ انہی بہترین اسلامی اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔

۵) زندگی کے ہر موڑ پر ایک ہی حال پر رہتے، چنانچہ زیادہ مشکلات کی وجہ سے ان کے اوسان خطا نہ ہوتے اور خوشی کے موقع پر اپنے آپ اور اپنی حیثیت کو فراموش نہ کرتے۔

۶) وہ انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے، عیش پرستی اور ہوس رانی انہیں بالکل پسند نہ تھی، ریاءکاری اور خود نمائی کو ناپسند کرتے، بیت المال کے پیسوں سے خود کو بچاتے، چنانچہ انہوں نے شہادت تک بیت المال سے اپنی ذات کے لیے استفادہ نہیں کیا۔

۷) معاصی سے خود کو بچاکر رکھتے، کسی کی بھی غیبت نہیں کرتے۔ اسی طرح سامنے کسی کی مدح وثنا بھی نہ کرتے۔

۸) جہادی معاملات میں گہری دلچسپی سے حصہ لیتے، اسلحہ اور دیگر عسکری وسائل اور جہادی گر سیکھنا ان کی زندگی کا مشغلہ تھا، جہادی وسائل کے ساتھ اُن کی بے پناہ محبت تھی، اس بارے میں ان کے قریبی ساتھی حاجی لالا صاحب بتاتے ہیں کہ

ملا محمد مرحوم ہر قسم چھوٹے بڑے اسلحے کے ساتھ انتہائی محبت رکھتے، صرف نماز کے وقت اپنا اسلحہ اپنے آپ سے الگ کرتے، باقی ہر وقت اپنے ساتھ اسلحہ رکھتے، ۱۹۹۰ء کو جب مجاہدین نے زابل ولایت کی لڑائی میں کمیونسٹوں سے بہت زیادہ اسلحہ بطورِ غنیمت حاصل کیا تو دیگر گروپس کے اکثر مجاہدین نے غنیمت کے اُس اسلحے جو فروخت کیا جو انہیں غنیمت میں بطورِ سہم ملا تھا، مگر ملا محمد مرحوم نے اپنے سہم کے اسلحہ کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی کہ دیگر مجاہدین سے ان کے حصے کا اسلحہ خرید کر اپنے گروپ کے لیے محفوظ رکھیں، حالانکہ اُس وقت اپنے گروپ کے مجاہدین انتہائی تنگ دست تھے۔

حاجی لالا صاحب بتاتے ہیں کہ شہید ملا محمد رحمہ اللہ نے اسی غنیمت کے اسلحہ سے دو روسی ساختہ

ڈی سی توپیں مہنگی داموں خریدیں، اور پھر اپنے
گروپ میں ایک خصوصی فوجی صاحب منصب
اس کے لیے متعین کیا، تاکہ اُن سے دیگر مجاہدین
کو بھی تربیت دلوا سکیں۔

۹) ملا محمد اخند صاحب (جو طالبان تحریک کے
پہلے عمومی عسکری کمانڈر تھے، اور عین اُس وقت
کندہار ولایت کی چھاؤنی کی قومندانی کے مسئول
بھی تھے) کی سربراہی میں ملک کے جنوب مغربی
زون ہلمند، نیمروز اور فراہ میں بہت سی فتوحات
مجاہدین کو نصیب ہوئیں۔ اسی طرح میوند، پنجوائی
اور ڈنڈ ولسوالیوں کی فتوحات کے بعد ولایتِ
کندہار کی بولدک ولسوالی اور کندہار شہر پر طالبان
کے فاتحہ ہجوم کے وقت بھی سربراہی انہی کے
پاس تھی۔ موصوف ایک انتہائی زیرک، تجربہ کار
اور پرہیزگار عسکری مسئول تھے، جو جہادی امور
کو انتہائی دیانت داری اور ہوشیاری کے ساتھ آگے
لیجاتے رہے۔

پاٹکی اور تنظیمی مفسدین کے خلاف جگڑوں میں
سربراہی کرتے وقت ان کا خصوصی ہدف یہ
تھا کہ افغانستان کے مظلوم عوام کو تنظیمی اسلحہ
برداروں کے شر سے بچایا جائے۔ موصوف زیادہ
تر جہادی کارروائیاں رات کی تاریکی میں کرتے،
وہ اکثر کہا کرتے کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ جگڑے
میں زیادہ لوگ مارے جائیں، اگرچہ وہ ہمارے
مخالفین ہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ فساد کی صف
میں ان کو موت آئے۔ ہمارا مقصود یہ ہے کہ ان
مفسدین سے ملک کو آزاد کروا کر انہیں بھاگنے پر
مجبور کریں۔ کیونکہ رات کی تاریکی میں ان کے
پاس بھاگنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں اس لیے
ہم رات کو ان پر حملہ کرتے ہیں، تاکہ لڑنے کی
بجائے فرار کو ترجیح دیں۔

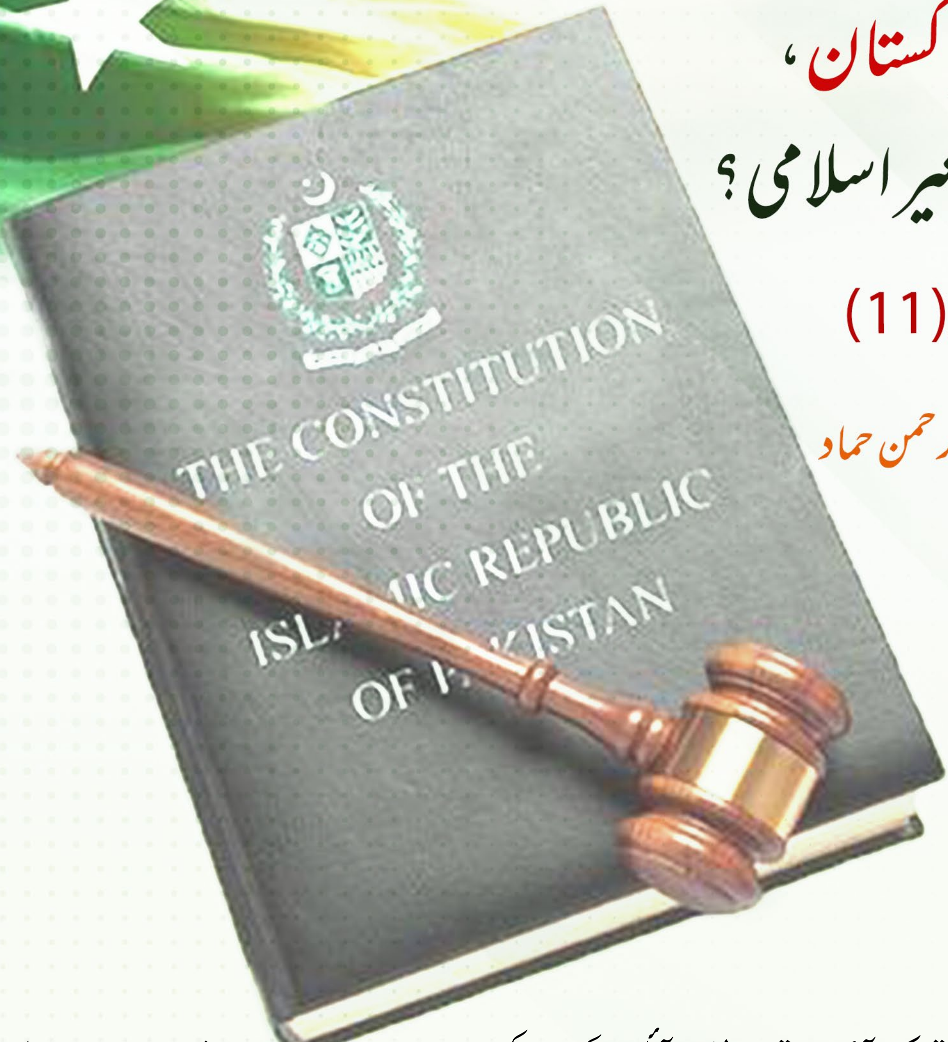
شہادت:

عرصہ دراز تک جہاد کرنے اور قربانی دینے کے
بعد بالآخر راہِ خدا کا یہ عظیم مجاہد سپوت، غازی
اور غمخوار مسئول اپنے حقیقی ارمان کو پاگئے،
چنانچہ مخالفین کے ساتھ دو بدو کی لڑائی میں
۱۲/۶/۱۳۷۴ھ ش کو ہلمند اور فراہ کی حدود
میں دشتِ شوراب کے علاقے میں شہادت کے
اعلیٰ مقام کو حاصل کرکے ملک میں شرعی نظام کی
حاکمیت کے خاطر اپنی تھکی ماندی روح مالکِ حقیقی
کے سپرد کی۔

رحمہ اللہ تعالی رحمۃً واسعۃً

آئینِ پاکستان،
اسلامی یا غیر اسلامی؟
قسط (11)

شیخ عبدالرحمن حماد



گزشتہ قسط میں بتایا تھا کہ آئندہ اقساط میں آئینِ پاکستان کی اُن دفعات پر بحث کروں گا جو بظاہر خلافِ شریعت تو نہیں مگر درحقیقت وہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اسلامی روایات واَقدار کے لیے بند اور رکاوٹ کی حیثیت سے آئینِ پاکستان کی جزو ہیں، جس کے لیے آئین کی دفعات (دفعہ ۷۰ سے دفعہ ۷۷) کو بطورِ مثال پیش کیا تھا کہ جہاں ان کے لانے کے دیگر بہت سے مقاصد ہیں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی شریعت کی راہ روکی جائے۔

قارئینِ کرام! آئینِ پاکستان میں بعض دفعات ایسی ہیں کہ ان میں بظاہر خلافِ شرع امور کا ارتکاب نہیں مگر تحقیق وتدقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان جیسی دفعات کو غیر شرعی امور سرانجام دینے کے لیے مبہم انداز میں ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ انہیں کسی قانونی پیچیدگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور دیندار عوام کے ری ایکشن سے بھی بچا جا سکے، مثلاً «مالی بلوں کی نسبت طریق کار» اور «مالیاتی طریق کار» کے تحت ۱۶ دفعات ہیں، جو دفعہ ۷۳ سے شروع کر ۸۸ پر اختتام پذیر ہوتی ہیں، ان دفعات کے لیے ایسے الفاظ کا چناؤ کیا گیا ہے کہ عموماً قارئین کو اُن میں غیر شرعی امور نظر نہیں آتے، کیونکہ آئین کو بانیانِ آئین نے انتہائی چالاکی اور ملمع سازی سے ترتیب دیا ہے، اور حتی الامکان ایسے الفاظ کے استعمال سے گریز کیا ہے جو مسلمانانِ پاکستان کے لیے باعثِ تشویش ہوں، یا جن کی وجہ سے آئین کی غیر اسلامیت آشکارا ہوتی ہو، یا جن کی وجہ سے ملکی خود مختاری متاثر ہوتی دکھائی دے، یا جو ملکی ترقی وکامیابی کے لیے رکاوٹ متصور ہوں۔

مثلاً محوّلہ بالا دفعات میں سے دفعہ ۷۳ میں ہے:
(۲) اس باب کی اغراض کے لیے، کسی بل یا ترمیم کو مالی بل تصور کیا جائے گا اگر اس میں حسبِ ذیل امور میں سے تمام یا کسی سے متعلق احکام شامل ہوں، یعنی: (الف) کسی محصول کا عائد کرنا، منسوخ کرنا، اس میں تخفیف کرنا، رد

وبدل کرنا یا اسے منضبط کرنا، (ب) وفاقی حکومت کی جانب سے رقم کا قرض لینا یا کوئی ضمانت دینا یا اس حکومت کی مالی ذمہ داریوں کی بابت قانون میں ترمیم۔

اس دفعہ کے ظاہری الفاظ میں کوئی خلافِ شرع امر دکھائی نہیں دیتا، مگر حقیقت یہ ہے کہ اِن سولہ دفعات نے پاکستان پر مسلط ٹولے کے مفادات کے لیے اُن دسیوں سرگرمیوں کو قانونی جواز فراہم کیا ہے جو اسلامی شریعت میں نہ صرف یہ کہ ناجائز ہیں بلکہ سیاسی اعتبار سے بھی ملکی خود مختاری، استقلال اور ترقی کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔

انہی دفعات کی اساس پر مملکتِ خدا داد میں غریب ولاچار عوام سے بھاری محصولات (ٹیکسز) کو وصول کیا جاتا ہے، جن کی وجہ سے وطنِ عزیز کے اصحابِ ثروت اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ کسی اور ملک میں اپنا سرمایہ لگائیں۔ انہی دفعات کی اساس پر دسیوں ایسے ظالمانہ ٹیکسز ہیں جن کو کسی بھی صورت میں شرعی سندِ جواز فراہم نہیں کیا جا سکتا، مروج ٹیکس کے نظام کے عدم جواز پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء متفق نظر آتے ہیں۔

چنانچہ فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ احسن الفتاوی (ج: ۸، ص: ۹۱) میں لکھتے ہیں:

بنک اور بیمہ ربوٰا ہے اور ٹیکسوں کی تشخیص کا طریق مروج ظلم ہے، ان کے مصارف بھی صحیح نہیں، اس لیے ان میں ملازمت جائز نہیں۔

فقیہ العصر عارف باللہ مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ فتاوی فریدیہ (ج: ۷، ص: ۹۱) میں لکھتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ باجوڑ کے نواب صاحب نے محصول یعنی ٹیکس مقرر کیا جیسا کہ دیر کے نواب صاحب نے چکدرہ میں ٹیکس مقرر کیا ہے، پھر اس کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے، شریعت محمدی ﷺ میں اس ٹیکس کا کیا حکم ہے، کیونکہ پُل وغیرہ نہیں ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: بلاضرورتِ شرعی ایسا محصول وصول کرنا ظلم ہے، لحدیث أبي داؤد: "لایدخل صاحب مکس الجنۃ"۔

فتاوی حقانیہ (جلد ٦) میں ہے:

موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے عائد کردہ سیلز ٹیکس یا دیگر ٹیکس چونکہ جائز حدود سے نکل کر ظلم و تعدی کے دائرہ میں داخل ہیں اور اس میں کسی امیر یا غریب کی تمیز بھی نہیں، شرح ٹیکس بھی اتنی زیادہ ہے کہ دینے والا اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے۔

تقریباً ۵۰ سال قبل علامہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء سے جاری کردہ ایک فتوی میں مفتی محمد عبدالسلام صاحب چاٹگامی لکھتے ہیں:

بلکہ اگر یہ کہا جائے تو حق بجانب ہوگا کہ مروجہ ٹیکس عامۃ الناس پر خصوصاً صرف کمزوروں اور غریبوں کے لئے ظلم نہیں بلکہ مظالم ہیں اس سے نادار اور غریب طبقے کا استحصال ہوتا ہے۔(مسائل زکوۃ)

آئین کی مذکورہ بالا دفعات کی اساس پر آج پاکستان پر مسلط طبقات دوست ممالک اور بین الاقوامی اداروں سے اربوں ڈالر کا سودی قرض لے چکے ہیں، یہ قرضہ پاکستانی کرنسی کے حساب سے ٦٠ ہزار ارب سے بھی متجاوز ہے، جن پر سالانہ تقریباً ۲۳ ارب ڈالر سود کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے، چنانچہ ان سودی

قرضوں کی وجہ سے ایک طرف ملک ڈیفالٹ (دیوالیہ) ہونے قریب جا چکا ہے، اور دوسری جانب دوست

ممالک اور بین الاقوامی کی عائد کردہ شرائط کی وجہ سے ملکی خود مختاری داؤ پر لگ چکی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ سودی معاملات اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے، اور غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اگر کسی قاری صاحب کو شبہہ ہو کہ ان دفعات میں سودی قرضوں کی اجازت نہیں، یہ تو حکومتی اہلکاروں کی عملی بے راہ روی کی وجہ سے سودی قرضے لیے جاتے ہیں، تو اس بارے میں عرضِ خدمت ہے کہ اللہ تعالی اپنے دین کی سربلندی کی خاطر دین بے زار لوگوں کے قلم سے ایسے الفاظ لکھواتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر ایک ادنی عقل والا انسان بھی سمجھ جاتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے، چنانچہ دفعہ ۸۱ میں سودی قرضوں کی صراحت موجود ہے، اس کے لیے آئینِ پاکستان کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

(ج) جملہ واجبات قرضہ جن کی ادائیگی وفاقی حکومت کے ذمے ہو، بشمول سود، مصارف ذخیرہ ادائي، سرمائے کی بازادائیگی یا بے باقی اور قرضوں حصول کے اور وفاقی مجموعی فنڈ کی ضمانت پر قرض کے معاوضے اور انفکاک کے سلسلے میں کئے جانے والے دیگر مصارف۔

اس دفعہ کے پیرا (ج) میں قرض کی ادائیگی میں سود کی ادائیگی کا معاملہ بھی ہے، اولاً سود لینا اور پھر سود کی ادائیگی دونوں امور خلافِ شرع ہیں، مگر نئی حکومت اور فوجی جرنیل اپنی عیاشیوں کے لیے دنیا بھر میں قرضے کی بھیک مانگتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس مادی دور میں قرضہ جات بغیر سود کے نہیں ملتے، اور پھر ان قرضہ جات کی ادائیگی "وفاقی مجموعی فنڈ" سے کی جاتی ہے، جو عوام کے خون پسینے کی کمائی سے قائم کیا گیا ہے۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بین الاقوامی اداروں سے حاصل کردہ قرض کو ضروریات میں صرف کرنے کی بجائے زیبائش، آرائش اور عیاشیوں اور پروٹوکول پر خرچ کیا جاتا ہے، اس کا بہت بڑا حصہ افسرانِ بالا کے کرپشن کی نظر ہوکر ان کے اکاؤنٹ میں منتقل ہوتا ہے، اور اسی قرضے کی رقم میں سے ایک معتد بہ مقدار اُن این جی اوز کو دینا لازمی ہوتا ہے جو معاشرے سے اسلام کی بیخ کنی میں لگے ہوتے ہیں، ملک میں فحاشی وعریانی کا سیلابِ بدتمیزی برپا کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایسے قرضے کسی ملک کو تب ملتے ہیں جب وہ ملک اپنی خارجہ وداخلہ پالیسی میں بہت سے امور میں بیرونی قوتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیتے ہیں، لہذا پہلے ایسا قرض لینا جائز نہیں، اور جب ارتکابِ جرم کرکے لیا جائے تو اس کا مجرمانہ طور پر استعمال ناجائز ہے۔

طرفہ تماشا یہ ہے کہ مملکتِ خدا داد میں نجی سطح پر بھی عوام کو سودی قرضے لینے دینے کی کھلے عام اجازت ہے، پہلے اس کی قانونی اجازت «مغربی پاکستان پرائیویٹ منی لینڈرز آرڈی نینس ۱۹۶۰ء» کے تحت پاکستان کے عوام کو حاصل تھی۔ یہ قانون چاروں صوبوں میں رائج رہا اور موجودہ خیبر پختونخواہ میں اسے ''صوبہ سرحد پرائیویٹ منی لینڈرز آرڈی نینس ۱۹۶۰ء'' کا نام دیا گیا تھا۔

جاری ہے...

یہ وردی والے

عبداللہ مجاہد

مضمون ایک ہے اور موضوع کافی سارے، لیکن چونکہ تحریک کا ہدف ہمیشہ وردی والے رہے ہیں، جو اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ ہیں، نو عالمی طاغوتی نظام کے محافظ ہیں، جو کرپٹ اور ظالم حکمرانوں کے محافظ ہیں، جو پاکستان میں بدامنی کی اصل وجہ ہیں ۔ یہی وردی والے ملک و قوم کے اصل دشمن ہیں، اس لیے اسی موضوع پر بات ہوگی اور ساتھ چند اور باتیں بھی ۔

آج کل پاکستانی میڈیا میں وردی والوں کا چرچا ہے۔ وردی والوں کے ایک کارنامے کی خبر عید کے دن سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی کہ جنوبی پنجاب کے ضلع بہاولنگر میں فوج کے ایک قافلے نے تھانے پر حملہ کردیا اور کئی پولیس افسروں اور اہلکاروں پر بدترین تشدد کیا جس کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں۔ ذرائع کے مطابق عید سے دو تین دن قبل پنجاب پولیس کے چند اہلکاروں نے بغیر وارنٹ کے ایک گھر پر چھاپا مارا جس پر گھر والوں نے پولیس کو یرغمال بنالیا، اس پر پولیس کی مزید نفری گھر پہنچ گئی اور گھر والوں پر تشدد کیا۔ ان میں کوئی ایک پاکستانی فوجی کمانڈو کا بھائی تھا۔ اس کے ردعمل میں فوج کی بھاری نفری نے عید کے دن تھانے پر دھاوا بھول دیا اور پولیس افسران سمیت کئی اہلکاروں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس واقعے سے پولیس والوں کو ان کی اوقات یاد دلائی گئی اور دوسری طرف انہیں یہ سبق بھی ملا کہ سیاست دانوں، وڈیروں، جاگیرداروں اور جرنیلوں کی کٹھ پتلی بن کر عوام کو تنگ کرنے کے باوجود صرف ایک فوجی پر غلطی سے تشدد کرنے کی ان کو بھاری قیمت چکانی پڑی۔ انہیں یہ احساس بھی دلایا گیا کہ فوج کے سامنے تمہاری کوئی حیثیت نہیں اور فوج کسی آئین و قانون کی پابند نہیں۔

اس واقعے نے سوشل میڈیا میں خوب طوفان مچایا اور سوشل میڈیا صارفین نے دلچسپ تبصرے کیے:

معروف عالم دین مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے لکھا کہ "کتے اور سور کی لڑائی میں ہم لڑائی کے ساتھ ہیں"کسی نے لکھا کہ پولیس جس طرح عوام پر ظلم کرتی ہے اس کے ساتھ ٹھیک ہی ہوا ہے۔



عادل راجہ نے «ایکس» پر لکھا:

پاکستانی فوج بھی اب پنجاب پولیس ہی بن چکی ہے!

معروف صحافی عمر چیمہ نے لکھا:

فوج کی ذہنیت ادارے سے زیادہ ایک قبیلے والی ہوگئی ہے جس کے کسی فرد پر حملے کی صورت میں پورا قبیلہ حملہ آور ہوتا ہے یہ واقعہ فوج کیلئے نیک نامی کا سبب نہیں ہوگا اس پر قبیلے کیطرف سے سر عام معافی آنی چاہئیے ۔

ایک صاحب نے لکھا «یہ ہمارے «وردی والوں» کا اجتماعی رویہ ہے

سبز رنگ ہو، خاکی رنگ ہو کالا رنگ ہو یا کوئی اور، عوام ہمیشہ انکی بربریت کا نشانہ بنتی آئی ہے۔

ابھی میڈیا پر یہ شور شرابہ جاری تھا کہ ایک اور ویڈیو وائرل ہوئی جس میں ایک پولیس اہلکار ٹرین میں ایک خاتون پر تشدد کر رہا ہے۔

سننے میں آیا ہے کہ ریلوے پولیس کے اس اہلکار کو بھی معطل کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور ویڈیو وائرل ہوئی ایک ائیرپورٹ سیکیورٹی آفیسر ایک چھوٹی بچی کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیتا ہے۔سوشل میڈیا کے دباؤ پر سنا ہے اس کو بھی معطل کر دیا ہے۔ یہ وردی والوں کے وہ واقعات ہیں جو پچھلے چند دنوں میں سوشل میڈیا پر وائرل ہوئے ورنہ ایسے واقعات آئے روز پاکستان میں ہوتے رہتے ہیں۔

پاکستانی عوام ان وردی والوں کے مظالم کا نشانہ بنتی رہتی ہے، یہ نعرے ایسے ہی مشہور نہیں ہوگئے کہ "یہ جو دہشت گردی ہے، اس کے پیچھے وردی ہے"

اس وردی کے پیچھے ظلم و بربریت کی ایک تاریخ ہے۔

یہ وردی والے سب کو غلام سمجھتے ہیں۔

یہ وردی والے خود کو کسی قانون کا پابند نہیں سمجھتے۔

یہ چوری، ڈکیتی اور اغوا برائے تاوان میں ملوث ہیں۔

یہی لوگ پاکستان کے وسائل کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں ۔

یہ وردی والے پاکستان اور پاکستانی عوام پر بوجھ ہیں ۔

ان وردی والوں سے چھٹکارا حاصل کیے بغیر پاکستان میں امن ترقی اور خوشحالی نہیں آسکتی۔

پاکستانی عوام ان وردی والوں کے مظالم سے جان چھڑانے اور بامقصد زندگی اپنانے کیلئے، پاکستان میں امن اور خوشحالی لانے کے لیے تحریک طالبان کا ساتھ دے تاکہ اس وطن اور اس کے رہنے والے اپنے مقاصد اصلیہ کی طرف سفر کر سکیں۔

صدائے جہاد



عمر منصور پنجابی

جہاد اور دعوت جہاد:

یہ بات تو واضح ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ جب بھی کفار سرکش بننے کی کوشش کریں گے، جب بھی کفر سر اٹھائے گا اور ظلم و ستم عام ہونے لگے گا تو جہاد فی سبیل اللہ تمام اعمال سے زیادہ ضروری اور لازم ہو جائے گا۔ اور یہ ضرورت و فرضیت قیامت تک رہے گی جیسا کہ متعدد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اس سلسلے میں عوام الناس کو جہاد میں لانے کے لیے اہل علم پر دعوت جہاد بھی لازم و ضروری قرار پائے گی کیونکہ اس کے بغیر جہاد ناگزیر ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ جب تک مسلمانوں میں عمومی طور پر جذبۂ جہاد و شوق شہادت بیدار نہیں ہو جاتا تب تک تمام مقبوضہ علاقوں کی واپسی اور کامل طور پر خلافت اسلامیہ کا قیام بہت مشکل ہے۔ اسی لیے «مسئلہ جہاد» جو کہ حقیقت میں کوئی «اختلافی مسئلہ» نہیں بلکہ نام نہاد مفکرین اور منافقین کی حیلہ بازیوں کی وجہ سے اور مسلمانوں میں علم عام نہ ہونے کی وجہ سے جہاد جیسے مسئلہ کو بھی اختلافی مسئلہ بنا دیا گیا۔ حالانکہ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ جہاد کے مسائل بہت ہی واضح ہیں۔

فقہاء کرام کے درمیان جہاد فی سبیل اللہ کے جزوی مسائل پر اختلاف بہت ہی کم پایا جاتا ہے۔ صرف آپ جہاد فی سبیل اللہ کی تعریف پر چاروں فقہی مسالک کی کتب کو اٹھالیں تو آپ کو جہاد کی تعریف یکساں ملے گی۔ اسی طرح آج جس بحث کو بنیاد بنا کر جہاد میں جانے سے رکے رہتے ہیں یعنی «جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟» اس مسئلہ میں بھی فقہاء کرام تقریباً تقریباً متفق ہیں۔ کوئی شاذ قول ہی اختلاف پر ملتے ہیں۔

افسوس کے ساتھ یہ بات عرض کررہا ہوں کہ علماء کرام کا جہادی مسائل نا بیان کرنا اور بہت سارے مجاہدین کا دعوت کو ضروری نا سمجھنا اور دعوت نا دینے کی وجہ سے عوام شدید کشمکش کا شکار ہو چکی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس دشمن اپنے پروپیگنڈہ کو بہت محنت سے پھیلاتا ہے اور اس کی نشر و اشاعت پر کروڑوں اربوں روپے خرچ کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مجاہدین اسلام کو عوام الناس کی نظر میں «مجرم» بنا کر پیش کرتا ہے۔ معروف الفاظ میں کہیں تو وہ مجاہدین کو عوام الناس کی نظر میں » دہشتگرد » بنا دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے جہاد پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ شاید کسی کے ذہن میں یہاں پر اشکال آئے کہ اس سے جہاد پر فرق نہیں پڑے گا کیونکہ جہاد تو قیامت تک جاری رہے گا۔ تو میں اس پر عرض کرتا ہوں کہ جہاد تو قیامت تک جاری رہے گا جس طرح یہ فرمان اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اسی طرح «دعوت جہاد» کا حکم بھی خود اللہ جل شانہ نے دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

«یَاَیھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ المُؤمِنِینَ عَلَی القِتَالِ»
«(سورہ الانفال)

ترجمہ: » کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مؤمنین کو

جہاد پر ابھارئیے۔ دیہاں پر تحریض کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا۔ چنانچہ کتبِ احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ میں جانے سے پہلے بھی اور وہاں پہنچ کر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جہاد کی ترغیب دیتے، شوق شہادت دلاتے اور جہاد کے فضائل و جہاد سے پیچھے ہٹنے پر وعیدیں سناتے۔ مشہور واقعات ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وقت میں اتنا اتنا مال دیا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھنے کی کوشش کی وغیرہ۔ یہ سب واقعات « دعوت جہاد « کے بعد ہی رونما ہوئے تھے، جبکہ وہ حضرات تو شریعت اسلامیہ کے ہر حکم کو ماننے والے تھے تب بھی اللہ تعالیٰ نے تحریض کا حکم دیا اور آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر من و عن عمل فرمایا۔ اس کے برعکس آج جہاد کے خلاف شبہات و اشکالات کا ایک طوفان برپا کیا گیا، حق تو بنتا تھا کہ دعوت جہاد بھی اسی طرح زور و شور سے دی جاتی اور حق کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا۔ مگر افسوس ایسا نا ہوا اور مسلمانوں کی اکثریت جہاد کی فرضیت بھی صحیح سے نہیں جانتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعد کے ادوار میں جب دعوت جہاد کا عمل جاری رہا تو تاریخ گواہ ہے مسلمانوں کی اکثریت جہاد سے جڑی رہی اور زمین پر خلافت قائم رہی۔ مجاہدین جہاد سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے اور صبر کرنے والے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ بھی ان کی نصرت فرماتے اور فتح عطا فرماتے اور زمین پر بھی اسلام کا پاکیزہ نظام قائم رہا۔ لہذا حاصل کلام یہی ہے اور درد دل بھی ہے کہ مجاہدین کو دعوت جہاد کا خوب خوب اہتمام کرنا چاہیے، عمومی طور پر بھی اور خصوصی طور بھی، جب کسی نئے علاقے میں داخل ہوں تو کوشش کریں کہ سب سے پہلے حالات اگر موافق ہوں تو عوام الناس کو جمع کرا کر اپنا پیغام ان کو سنا دیں اور لگے ہاتھوں دعوت بھی دے دیں۔ ان شاءاللہ وہ معاون و انصار بھی بنیں گے اور نقد جہاد پر بھی نکلیں گے، ان شاءاللہ۔

عُشر کے فضائل و احکام

اللہ تعالیٰ نے جیسے انسان کو جسم عطا کیا اور اس سے متعلق کچھ احکام ذکر کیے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال دیا اس کے متعلق بھی احکام ذکر فرمائے ہیں، اسی کے دیے ہوئے جسم اور مال کو اسی کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے تو اللہ راضی ہوتے ہیں، دنیا میں برکتیں نازل فرماتے ہیں اور آخرت میں جنت عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِيْ آتَاكُمْ

سورۃ النور، آیت نمبر ۳۳

ترجمہ: اور ان کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو عطا کیا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَابْتَغِ فِيْمَا آتَاكَ اللَّه الدَّارَ الْآخِرَةَ.

سورۃ القصص، آیت نمبر ۷۷

ترجمہ: جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اس کے ذریعہ آخرت کے گھر کو حاصل کرو۔

یہ سونا چاندی، کرنسی، دولت، مال مویشی، زمین، باغات، فصلیں، کھیت کھلیان وغیرہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، ان کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا عبادت ہے اور اس مالی عبادت کا نام زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قربانی اور عشر ہے۔

اسلام کے اقتصادی نظام کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام دولت کو ایک جگہ منجمد نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کو گردش میں رکھتا ہے تاکہ مال دار طبقہ مال کی کثرت و فراوانی کی وجہ سے غرور، تکبر اور ظلم پر نہ اتر آئے اسی طرح غریب بھی احساس کمتری کا شکار ہو کر مایوسی اور جرائم کا مرتکب نہ ہو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ جہاں لوگوں کی معاشرتی ضروریات کو پورا کرتا ہے وہاں اس کا روحانی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کے دل سے مال کی محبت نکل جاتی ہےکیونکہ مال کی بے جا محبت جب دل میں اترتی ہے تو انسان اپنے مقصد تخلیق سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔چنانچہ اسلام نے مال کے متعلق چند عبادات مقرر فرما دی ہیں تاکہ معاشرہ ظلم و ستم اور جرائم سے پاک وصاف رہے۔

اسلام کے اس اقتصادی نظام کا ایک جزو عشر بھی ہے۔ جس طرح سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ لازم ہے، اسی کا نام "عشر" ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فصلیں اور باغات پکنے کو ہیں،اس لیے عشر کے متعلق کچھ احکام)وجوب، مقدار، شرائط، عام احکام شریعت اور عشر میں فرق، مصارف اور چند متفرق مسائل (ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

عشر کا وجوب:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ.

سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۶۷

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرواوراس (پیداوار) میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتُواْ حَقه يَوْمَ حَصَادِهِ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنه لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْن۔

سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۴۱

ترجمہ: اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور (اللہ کی مقرر کردہ (حد سے آگے نہ بڑھو اس لیے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ: مذکورہ بالا مکمل آیت کریمہ میں فصل، باغات اور پھلوں کے جس حق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد عشر ہے۔

دسویں اور بیسویں حصے کی تقسیم:

عشر کی ادائیگی میں پیداوار کے دسویں اور بیسویں حصہ کی تقسیم کا مدار پانی پر ہے، جس کی تفصیل حدیث پاک میں اس طرح سے ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

صحیح بخاری، باب العشر فیما یسقی من ماء السماء، حدیث نمبر ۱۴۸۳

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خود بخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے میں محنت نہ کرنی پڑتی ہو اور نہ ہی پانی کا خرچ ادا کیا جاتا ہو) تو اس میں سے عشر) دسواں حصہ (لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں)ٹیوب ویل، رہٹ، یا وہ نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا جائے (سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر) بیسواں حصہ (لیا جائے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ، وَمَا سُقِيَ بَعْلًا الْعُشْرَ، وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ۔

سنن ابن ماجہ باب صدقة الزروع والثمار، حدیث نمبر ۱۸۱۸

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں بحیثیت عامل اس پیداوار سے جو آسمان)کے پانی یعنی بارش (سے سیراب ہوئی اور جو زمین نہر کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے سیراب ہوئی)یعنی اسے خود سے پانی دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی(تو اس میں دسواں حصہ بطور عشر کے حاصل کروں اور جو زمین) کنووں کے (ڈولوں سے سیراب ہو اس میں بطور عشر بیسواں حصہ وصول کروں۔

وجوب عشر کی شرائط:

پہلی شرط: مسلمان ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشر اہل ایمان کے لیے مقرر کردہ ایک عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔

دوسری شرط: زمین کا عشری ہونا۔ خراجی زمین پر عشر نہیں۔

فائدہ: خراجی زمین اسے کہتے ہیں کہ جس کو مسلمانوں نے صلح کے ذریعہ حاصل کیا ہو، ایسی صورت میں زمین کی شرائط اس معاہدے کے مطابق ہوتی ہیں جن پر صلح کی گئی ہے، اگر صلح نامے پر یہ شرط موجود ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور ان کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں ہی رہیں گی تو ایسی زمینوں کو خراجی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں نے کسی علاقے کو جنگ ذریعے فتح کیا اس کے بعد مسلمانوں کے امیر نے اس علاقہ کی زمینوں کو مجاہدین اسلام میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق ان زمینوں کو سابقہ مالکوں کی ملکیت میں بدستور قائم رکھا تو ایسی زمین کو بھی خراجی کہا جاتا ہے۔

تیسری شرط: زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں ہوئی، مثلاً مالک نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو ہر صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا۔ ادا نہیں کیا جائے گا۔

چوتھی شرط: پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگوں کی عادت یہ ہو کہ وہ اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہذا وہ گھاس جو خود بخود اگ آئے یا بے کار قسم کے خود رو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے مال کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

عشر کے مصارف:

مسئلہ ۱: عشر کے مصارف اور مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، یعنی ایسا مسلمان جس پر نہ زکوٰۃ واجب ہو اور نہ ہی غیر ضروری سامان کو ملا کر زکاۃ کے نصاب کی مالیت بنتی ہو تو ایسا شخص زکوٰۃ و عشر کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۲: زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرح عشر کی ادائیگی کیلئے بھی مستحق شخص کو مالک بنانا ضروری ہے۔ ورنہ عشر ادا نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۳: مستحق افراد کو مالک بنائے بغیر عشر کا مال یا رقم کسی بھی رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں اس سے عشر ادا نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۴: جس پر عشر واجب ہوا ہے اگر وہ خود بھی عشر لینے والے مستحق افراد میں شامل ہو تو وہ اپنے عشر کا اپنی ذات کا مالک نہیں بنا سکتا، کسی دوسرے مستحق شخص کو دینا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: عشر کی جگہ بطور صدقہ رقم یا غلہ اجناس وغیرہ دینے سے عشر کی ادائیگی نہیں ہوتی خواہ عشر کی مقدار سے زیادہ بھی صدقہ کر دیا جائے۔

مسئلہ ۶: عشر کے مصارف میں سب سے بہترین مصرف دینی مدارس و جامعات ہیں جہاں پر دین اسلام کو پڑھا پڑھایا سیکھا اور سکھایا جاتا ہے، یہ واجب کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایسا صدقہ جاریہ بھی ہے جو مسلسل انسان کے نامہ اعمال میں جاری رہتا ہے۔

عشر اور زکاۃ میں چندبنیادی فرق:

۱: زکاۃ کے واجب ہونے کے لیے مخصوص نصاب متعین ہے اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جبکہ عشر کے واجب ہونے کے لیے نصاب مقرر نہیں پیداوار کم ہو یا زیادہ اس پر عشر واجب ہوتا ہے۔

فائدہ: ہاں اگر کسی کی پیداوار پونے دو سیر سے بھی کم ہو تو اس قدر معمولی مقدار پر شریعت عشر واجب نہیں کرتی۔

۲: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جبکہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر کسی زمین میں سال میں دو مرتبہ فصل ہوتی ہے یا کسی باغ وغیرہ میں سال میں دومرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پھل وغیرہ لگتا ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

۳: زکوٰۃ کی ادائیگی میں عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہے جبکہ عشر کے واجب ہونے میں یہ چیزیں شرط نہیں،اس لیے اگر کوئی پاگل ہو یا ابھی تک نابالغ ہو تو اس کی زمین کی پیداوار پر عشر واجب ہو گا ان لوگوں کے سرپرست افراد ان کی طرف سے عشر ادا کریں گے۔

۴: زکوٰۃ کے مال اور سامان وغیرہ کے ساتھ قرض کا تعلق ہوتا ہے یعنی اگر کسی پر قرض ہو تو اس قرض کو زکوٰۃ کے مال سے نکال کر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ جبکہ عشر میں ایسا نہیں یعنی اگر کسی نے عشر ادا کرنا تو اس کا قرض وغیرہ عشر سے نہیں نکالا جاتا۔

۵: ایسے چیزیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب تک وہ نصاب کے برابر باقی رہتی ہیں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، مثلاً کسی کے پاس سونا یا چاندی وغیرہ موجود ہو تو جب تک یہ سونا یا چاندی وغیرہ موجود رہے گی ہر سال ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی اور ان کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہو گا جبکہ عشر میں ایسا نہیں، مثلا اگر پیداوار میں سے ایک مرتبہ عشر ادا کر دیا اس کے بعد وہ جنس غلہ وغیرہ اگرچہ کئی سال تک بھی اس کے پاس باقی رہے، ہر سال اس کا عشر نہیں نکالا جائے گا۔

یہ وہ دین کی باتیں ہیں جن کا علم اور اس پر عمل مسلمان کے لیے ضروری ہے بالخصوص وہ زمین دار لوگ جن کو اللہ کریم نے زمین جیسی نعمت سے نوازا ہے، زمین سے حاصل ہونے والے غلہ اناج وغیرہ میں اللہ کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔

عشر کے چند متفرق مسائل:

۱: عشرپیداوارکی جنس سے دیناضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت سے بھی ادا کیا جا سکتاہے۔

۲: عشر کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جتنی پیداوار حاصل ہو چاہے کم ہو یا زیادہ، اس کا عشر ادا کیا جائے۔

۳: عشر جس طرح کھیتی میں واجب ہوتا ہے اسی طرح پھل اور سبزیوں میں بھی واجب ہے۔

۴: اگر کسی درخت سے سال میں ایک مرتبہ سے زائد مرتبہ پھل حاصل ہوتا ہو تو جتنی مرتبہ پھل حاصل ہو گاتو ہر مرتبہ اس پر عشر واجب ہو گا۔

۵: اگرکوئی سبزی ایسی ہو جو ایک مرتبہ کاٹنے کے بعددوبارہ اگ آتی ہوتوجتنی مرتبہ اسے کاٹیں گے ہر مرتبہ اس کاعشرواجب ہو گا۔

۶: اگر فصل، پھل یاسبزی تھوڑی تھوڑی کرکے کاٹی

جائے یاتوڑی جائے تو اس صورت میں جتنی مقدار کاٹتے یا توڑتے جائیں اسی کا عشر ادا کرتے جائیں۔

۷: جن چیزوں کی پیداوار مقصود ہو تو ان میں عشر واجب ہوتا ہے جیسے کپاس، گندم، چاول، چنا، مکئی، سبزی، پھل وغیرہ اور جن چیزوں کی پیداوار مقصود نہ ہو بلکہ پیداوار کے ساتھ ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہوں جیسے گندم کا بھوسہ، مکئی کا بھوسہ، چاول کا بھوسہ یا خود بخود اگ آتی ہوں جیسے گھاس وغیرہ تو اصولاً ان میں عشر واجب نہیں لیکن اگر اس قسم کی چیزوں کی پیداوار مقصود ہو خواہ بیچنے کے لیے یا ذاتی استعمال یا جانوروں کے چارہ وغیرہ کے لیے تو ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

۸: اگر کھیتی مثلاً گندم، مکئی، جَو وغیرہ کو جانوروں کے چارے کے حصول کے لیے بویا جائے اور پختہ ہونے سے پہلے ہی کاٹ لی جائیں تو چونکہ ان چیزوں سے بھی پیداوار مقصود ہوتی ہے اس لیے ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

۹: کسی بڑی فصل مثلاً گندم، گنا وغیرہ کے ساتھ کوئی دوسری فصل بھی ضمناً شامل کر دی جیسے لوبیا، چنے وغیرہ تو اس پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ یہاں ان چیزوں کی پیداوار مقصود ہوتی ہے۔

۱۰: زمین میں خود رو درخت پیدا ہو جائیں تو ان میں اور حاصل شدہ لکڑی میں عشر واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر ان کو لکڑی کے حصول کی غرض سے لگایا جائے تو ان پر بھی عشر واجب ہو گا۔

۱۱: درخت سے نکلنے والی چیزوں مثلاً گوند وغیرہ پر عشر واجب نہیں۔ اسی طرح مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج جو صرف کھیتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا دوائی کے کام آتے ہیں (غذائی اجناس کے طور پر نہیں ہوتے) جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ کے بیج تو ان پر بھی عشر واجب ہے۔

۱۲: عشری زمین سے اگر شہد نکالا جائے تو اس پر بھی عشر واجب ہے، شہد کے عشر میں ہر حال میں دسواں حصہ واجب ہے خواہ اس پر کتنے ہی اخراجات آئیں، یہ اخراجات اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

۱۳: گھر کے صحن وغیرہ میں سبزی یا درخت لگائے جائیں تو ان سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مکان کے تابع ہیں اور مکان پر عشر نہیں لہٰذا ان چیزوں پر بھی عشر نہیں۔

۱۴: اگر کسی نے اپنے رہائشی مکان کو مسمار کر کے اسے مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو چونکہ اب اس کی حیثیت باغ کی ہے اس لیے اس باغ میں آنے والے پھلوں پر عشر واجب ہو گا۔

۱۵: اگر عشری زمین مزارعت پر دی جائے (عموماً زمین زمیندار کی اور محنت، بیج، ہل وغیرہ کاشتکار کے ذمے ہوتا ہے اور پیداوار میں دونوں کا حصہ ہوتا ہے) اس صورت میں زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصے کی پیداوار کا عشر واجب ہے۔

۱۶: اگر عشری زمین ٹھیکے پر دی گئی تو پیداوار کا عشر کرائے دار پر ہو گا، زمین کے مالک پر نہیں۔

۱۷: زمین کو کاشت کے قابل بنانے سے لے کر فصل پکنے تک جتنے اخراجات ہوتے ہیں مثلاً ہل چلانا، زمین سے اضافی جڑی بوٹیوں کو ختم کرنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا ان اخراجات کو عشر کی ادائیگی سے نہیں نکالا جائے گا بلکہ اخراجات نکالے بغیر زمین کی کل پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔

۱۸: فصل پکنے کے بعد ہونے والے اخراجات کو بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اس لیے کٹائی کی اجرت، تھریشر وغیرہ کا خرچہ بھی نکالے بغیر عشر ادا کیا جائے گا۔

۱۹: اگر پیداوار کا مالک مقروض ہے تو بھی اس پر عشر واجب ہو گا، قرض کو پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا۔

۲۰: کھیتی بونے اور باغ میں پھول آنے سے پہلے عشر ادا کرنا جائز نہیں، البتہ کھیتی اگنے اور باغ میں پھول آنے کے بعد یعنی پھل ظاہر ہونے سے پہلے پہلے عشر کو نقدی کی صورت میں ادا کرنا جائز ہے۔

۲۱: فصل، پھل یا سبزی پکنے سے پہلے پہلے اس قابل ہو جائے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو تو عشر واجب ہو جاتا ہے۔

۲۲: اگر کسی نے فصل یا پھل کو پکنے سے پہلے کاٹ لیا یا توڑ لیا تو جس مقدار کے برابر فصل کاٹی یا پھل توڑے تو اسی کے برابر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

۲۳: اگر کسی نے پوری فصل یا پھل کو یا پھر اس کے کسی حصہ کو قابل استعمال ہونے کے بعد خود ختم کر دیا مثلاً مکمل یا بعض پیداوار کو خود استعمال کر لیا خواہ جانور کے چارہ کے طور پر کھلا کر ہی کیوں نہ ہو تو اس کے ذمہ سے عشر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کو استعمال شدہ مقدار کا حساب لگا کر عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

۲۴: اگر کسی نے خود ضائع یا استعمال نہیں کیا بلکہ آسمانی آفت سیلاب، تیز آندھی، طوفانی بارش، بجلی کے گرنے یا آگ وغیرہ لگنے سے ساری فصل تباہ ہو گئی یا چوری ہو گئی تو اس کے ذمے عشر واجب نہیں، ہاں البتہ اگر مکمل تباہ یا چوری نہیں ہوئی، بلکہ کچھ پیداوار باقی ہے تو اس کا عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

۲۵: اگر کسی شخص نے دوسرے کی پیداوار کو ضائع کر دیا تو زمین کا مالک اس ضائع کرنے والے سے تاوان وصول کرے اور اس میں سے عشر ادا کرے۔ ہاں جب تک ضائع کرنے والا تاوان ادا نہیں کرتا تب تک مالک کے ذمے عشر ادا کرنا ضروری نہیں۔

۲۶: بعض درخت، فصل، پودے ایسے ہیں کہ جن سے پھل مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کے پتے کام آتے ہیں مثلاً تمباکو، پان وغیرہ ان کے پتوں میں عشر واجب ہو گا۔

۲۷: اگر کسی نے زمین پر کھڑی فصل، درخت یا باغ پر لگے پھل کو پکنے کے بعد فروخت کیا تو اس کا عشر ادا کرنا فروخت کرنے والے پر واجب ہو گا، خریدار پر نہیں۔

۲۸: اگر فصل یا پھل پکنے سے پہلے فروخت کیا تو اب عشر خریدار کے ذمہ ہے، فروخت کرنے والے کے ذمہ نہیں۔

۲۹: وہ زمین جو وقف کی ہے مثلاً کسی رفاہی ادارے، مسجد، مدرسہ وغیرہ کی ہے اگر وہ عشری زمین ہے تو اس سے حاصل شدہ پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

۳۰: وہ پہاڑ اور جنگل جو کسی کی ملکیت میں نہیں اور عشری زمین میں ہیں ان سے جو شخص بھی پھل حاصل کرے گا اس پر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

96 کُل حملے

سال (2024ء) ماہ اپریل (رمضان المبارک-شوال المکرم)

عُشر

نقصان اٹھانے والے ادارے

- فوج 121
- پولیس/لیویز 63
- ایف سی 44
- 15

جانی نقصان

243

- ہلاکتیں 109
- زخمی 134

نوعیت عملیات

- 22 سنائپر/لیزر حملے
- 07 تعارضی حملے
- 12 گرنیڈ/بم دھماکے
- 13 گھات حملے
- 17 ٹارگٹڈ حملے
- 11 جوابی حملے
- 11 گوریلہ حملے
- 03 میزائل حملے

دشمن سے حاصل شدہ سامان

- 05 عدد کلاشنکوف
- 02 جی تھری گن

متعدد گولیاں و مختلف فوجی ساز و سامان

تخریب

- 10 عدد کیمرے
- 07 عدد فوجی گاڑیاں
- 02 عدد پولیس موبائلز



UMAR MEDIA

تحریک طالبان پاکستان

HTTPS://UMNEWS.NET

عُشر

جیساکہ آپ کو معلوم ہے کہ ملک بھر میں فصلوں کی کٹائی ہورہی ہے یا ہوچکی ہے تمام صاحب حیثیت افراد دیگر مواقع کی طرح اس اہم موقع پر بھی غریبوں اورلاچاروں خصوصا یتیموں اور مجاہدین کو یادرکھیں اوراپنا فریضہ اداکرنے کے ساتھ ساتھ دعائیں سمیٹیں

حَدَّثَنَا هَارُونُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُذْكَرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتْ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سَقَتْ السَّانِيَةُ نِصْفُ الْعُشُورِ

ترجمہ :

حضرت جابر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو اس میں عشر واجب ہوگا اور جو ڈول سے سیراب ہو اس میں نصف عشر واجب ہوگا۔

مسند احمد